علمِ استدلال اور جزئیات و دلائل کی روشنی میں اہلِ سُنّت و جماعت کے
چالیس ضروری عقائد کا ایک گراں قدر علمی اور دستاویزی مجموعہ

الفرق الوجیز بین السنی العزیز و الوھابی الرجیز

یعنی

سُنّی اور وہابی کا فرق

تصنیف لطیف
اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت حضرت
امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہٗ

تحقیق و تخریج و تحشیہ
محمد طفیل احمد مصباحی

شعبۂ نشر و اشاعت سُنّی علما تنظیم کٹیہار بہار
زیرِ اہتمام: پیر طریقت حضرت مولانا الحاج شاہ عبد الواجد نوری دام ظلہ العالی
بانی و سرپرست سُنّی علما تنظیم، کٹیہار، بہار

دلائل و جزئیات کی روشنی میں اہلِ سنت و جماعت کے چالیس بنیادی
اور ضروری عقائد کا ایک علمی اور دستاویزی مجموعہ

الفرق الوجیز

بین السنّی العزیز والوہابی الرجیز

تصنیف
حضور اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ

تحقیق و تخریج و تحشیہ
محمد طفیل احمد مصباحی

ناشر
شعبۂ نشر و اشاعت سنّی علما تنظیم ، کٹیہار، بہار

زیرِ اہتمام:
پیرِ طریقت حضرت مولانا عبد الواجد نوری دام ظلہ العالی
بانی و سرپرست سنی علما تنظیم، کٹیہار، بہار

نام کتاب سنی اور وہابی کا فرق
الفرق الوجیز بین السنّي العزیز والوھابي الرجیز
مصنّف: اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ
تحقیق وتحشیہ: محمد طفیل احمد مصباحی
پروف ریڈنگ: محمد طفیل احمد مصباحی
کمپوزنگ: پیامی کمپیوٹر گرافکس، مبارک پور 9235647041
طباعت واشاعت: ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ/فروری ۲۰۱۵ء
ناشر: شعبۂ نشر واشاعت، سنی علما تنظیم، کٹیہار، بہار

-ملنے کے پتے-

(۱)..... سنی علما تنظیم، رضا نگر، کٹیہار، بہار
(۲).... محمد طفیل احمد مصباحی، ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
(۳)... حضرت مولانا عبد الواجد نوری، امام بارہ بھائی مسجد،
سِنّار، ضلع ناسک، مہاراشٹر
(۴)... المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
(۵)... نوری کتاب گھر، نزد جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
(۶).... مکتبہ حافظِ ملت، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

کتاب حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:- 09621219786/09326848537

فہرست مضامین

دعائیہ کلمات

تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"الفرق الوجیز" اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا ایک مختصر اور جامع رسالہ ہے، جس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ اہلِ سنت و جماعت کے عقائدِ حقہ کا بیان فرمایا ہے، چوں کہ اختصار ملحوظِ خاطر تھا، اس لیے دلائل اور جزئیات سے قطع نظر فرمایا۔

مولا تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا طفیل احمد رضوی مصباحی کو کہ انھوں نے وقت کے تقاضے کے مطابق معتمد کتب سے ان دلائل اور جزئیات کو نقل کر کے اس کارِ خیر کو انجام دیا، اور ساتھ ہی پوری کتاب کی کمپوزنگ کروا کے خوب صورت انداز میں شائع کیا۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور انھیں زیادہ سے زیادہ دینِ متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ و علیٰ آلہ أکمل الصلاۃ و أکرم التسلیم

قال بفمہ و أمر برقمہ

محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ القوی

۷؍ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ

تقریظِ جلیل

محققِ عصر حضرت علامہ مفتی محمد معراج القادری دام ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

زیرِ نظر رسالہ «الفرق الوجیز بین السنی العزیز والوهابي الرجیز» درحقیقت عقائد اہلِ سنت کا ایسا مستند صحیفہ ہے جس کی ہر سطر بلکہ ایک ایک جملہ سند و حجت کی حیثیت رکھتا ہے، یہ رسالہ اس مسلم الثبوت شخصیت کے قلم کا شاہ کار ہے، جس کی ذات بابرکت دنیائے سنیت کے لیے مشعلِ راہ اور منارۂ نور ہے اور جس کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، ”رحماء بینهم“ اور ”اشداء علی الکفار“ جس کا فطری مزاج اور فکر تھی۔

یوں تو ہر دور میں احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے تقاضے تھے، ہمارے اسلاف بیدار تھے، مذہب و ملت کے تحفظ و فروغ کے لیے غیر معمولی جد و جہد اور قربانیاں دیں، اپنی قیمتی زندگی کا لمحہ لمحہ وقف کر دیا، حالات و زمانے کے تقاضوں پر عمل کر کے ملتِ اسلامیہ کی کشتی بحفاظت تمام ساحل پر لگانے کی کامیاب کوششیں کیں۔ وہ دواعی و محرکات آج بھی موجود ہیں، تو پھر آج ردِ بدمذہباں سے اغماضِ نظر کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ فاصلے اور دوریاں ختم کر دینا، غمی اور خوشی کی ہر تقریب میں شریک ہونا، ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونا اور ان سے تعلقات اور یارانہ رکھنا، بعض اربابِ فکر و نظر کا یہ شیوہ حکمت و مصلحت سے کافی دور نظر آتا ہے۔

آج ہمارے مذہبی حریف ہمارے عوام کی ایمانی قوت کمزور کرنے اور ڈاکہ ڈالنے کے ہر ہتھکنڈے بروے کار لا رہے ہیں اور ہم ہیں کہ بجائے دفاع کے عملاً اختلاط کی دعوت دے رہے ہیں۔ عوام اہلِ سنت اس سے کس طرح کا درس لیں گے اور ان کی زندگی پر کس طرح کے نتائج مرتب ہوں گے، یہ اہلِ نظر سے مخفی نہیں۔

زیرِنظر تصنیف لطیف "الفرق الوجیز..... سنی اور وہابی کا فرق" میں عقائدِ حقّہ صحیحہ مرجحہ نہایت واضح انداز میں بیان کیے گئے ہیں، بلکہ کہیں کہیں ایسا جامع طرز اختیار کیا گیا ہے جس سے بد مذہبوں کے فاسد نظریات و افکار کا ردّ بلیغ واضح طریقہ پر ہوتا نظر آتا ہے۔ کتاب میں مثبت انداز اختیار کیا گیا ہے کہ مقصود صِرف عقائد کا اظہار و بیان ہے، اس لیے دلائل پر توجہ نہ دی گئی۔ تاہم اس سے رسالہ کی استنادی حیثیت قطعاً متاثر نہیں ہوتی۔ محشیِ کتاب عزیزم مولانا طفیل احمد مصباحی زید مجدہ نے ان دعاوی پر دلائل و براہین کی وہ بنیادیں فراہم کر دی ہیں کہ اب کسی بھی مخالف کا انکار ضد و ہٹ دھرمی کے سوا کچھ نہیں۔ محشی موصوف کا یہ بڑا قابلِ قدر علمی کارنامہ ہے۔ صاحبانِ قرطاس و قلم کی طرف سے یہ ضرور مبارک باد کے مستحق ہیں۔

حوالوں کی تخریج اور عربی عبارات کا ترجمہ حاشیہ نگار کی وسعتِ علم و مطالعہ اور علمی لیاقت پر واضح علامت ہے۔ میں نے متعدّد مقامات سے ترجمہ دیکھا، سہل و سلیس، دل نشیں اور شستہ پایا۔ قارئین کرام خود مشاہدہ فرمائیں گے۔

حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی سلمہ القوی اپنے معاصر نوجوان علما میں پختہ قلم کار، بالغ نظر، باصلاحیت محنتی اور نہایت خوش مزاج عالمِ دین ہیں۔ تصنیف و تالیف سے خاصا ذوق رکھتے ہیں۔ آپ کی کئی علمی کاوشیں اہلِ علم کی خصوصی توجہات حاصل کر چکی ہیں۔ ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور کے نائب مدیر ہیں۔ آپ کا اداریہ خصوصی دل چسپی کا باعث اور حالات و زمانہ کے تقاضے کی عکاسی کرتے ہیں۔ نو پید امسائل آپ کے قلم کا خاص میدان ہے۔ ایک کتاب "موبائل فون کے ضروری مسائل" زیرِ طباعت ہے جس میں متعلقہ موضوع کے تعلق سے بہت سے ضروری مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ آپ کی کتاب "قربانی صرف تین دن" خاصی مقبول ہوئی۔ آپ کا یہ وصف قابلِ ستائش ہے کہ ہر دعویٰ حوالے اور شہادت کی روشنی میں ہوا کرتا ہے اور ایک دو نہیں بلکہ کئی حوالوں سے اپنی باتوں کو مزین کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دعا ہے مولا عزو جل آپ کی اس دینی خدمت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور رسالۂ ہٰذا عوام و خواص کے لیے بہترین رہ نما ثابت ہو۔ آمین، بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد معراج القادری
خادم افتاء جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۲۲ر صفر المظفر ۱۴۳۶ھ

حرفِ چند

پیر طریقت حضرت مولانا الحاج عبد الواجد نوری دامت برکاتہم العالیہ

بانی و سرپرست سنی علماء تنظیم، کٹیہار، بہار

چودھویں صدی ہجری کی باکمال اور فقید المثال عبقری شخصیت اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجددِ دین وملت، غواصِ بحرِ شریعت و معرفت الشاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کے نام اور کام سے پوری دنیائے عرب و عجم خوب اچھی طرح واقف ہے۔ آپ کی ذاتِ بابرکات سے دین وسنیت کا فروغ اور علوم وفنون کی ترویج واشاعت کے کارہائے نمایاں وسیع پیمانے پر انجام پائے۔ علوم و فنون کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں آپ نے اپنی اجتہادی بصیرت اور فکری مہارت کا ثبوت نہ دیا ہو۔

پچاس سے زائد علوم وفنون پر تقریباً ایک ہزار کتب و رسائل آپ کے قلمِ اعجاز رقم کی خوب صورت یادگار ہیں۔ اصلاحِ فکر واعتقاد آپ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو ہے۔

زیرِ نظر کتاب ”الفرق الوجیز..... سنی اور وہابی کا فرق“ علمِ کلام کے چند بنیادی مباحث اور اہلِ سنت وجماعت کے ضروری عقائد پر مشتمل ہے۔ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا یہ گراں قدر رسالہ اصلاحِ فکر واعتقاد کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ رسالے کی حیثیت متن کی تھی، مگر محبِ گرامی حضرت مولانا محمد طفیل احمد مصباحی، سب ایڈیٹر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یو پی) نے دلائل و جزئیات اور موضوع سے متعلق ابحاث پر سیر حاصل گفتگو کر کے اسے شرح اور مزید قابلِ قدر اور مفید تر بنا دیا ہے۔ اللہ عزوجل انھیں جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

فقیر راقم الحروف اور دیگر احباب کی سعیِ پیہم سے دین وسنیت کی ترویج وتبلیغ، مسلکِ اعلیٰ

حضرت کی نشر واشاعت اور اہلِ سنت و جماعت کی قیادت و سیادت کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیے "سنی علما تنظیم" کٹیہار وجود میں لائی گئی ہے۔ تنظیم کے جملہ اغراض و مقاصد میں ایک اہم مقصد کتابوں کی نشر واشاعت اور انھیں عوام تک پہنچانا بھی ہے۔

آسمان چھوتی مہنگائی کے اِس دَور میں کسی تنظیم کو چلانا اور خاص طَور سے دینی کتابوں کی اشاعت وطباعت کتنا مشکل اور دشوار کن مرحلہ ہے، اس سے آپ حضرات بخوبی واقف ہیں۔ تاہم اللہ رب العزت کی ذات پر بھروسا کرتے ہوئے اور "سنی علما تنظیم" کٹیہار کے کارواں کو آگے بڑھاتے ہوئے امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کی اس کتاب کو آپ حضرات کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے ہم بے پناہ فرحت و انبساط محسوس کررہے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضلِ خاص اور نبیِ اکرم ﷺ کی چشمِ عنایت سے ہم اپنی منزل کی طرف قدم بڑھارہے ہیں۔

اگر آپ حضرات کا تعاون شاملِ حال رہا تو ہم اسی طرح دیگر اسلامی اور دینی کتابیں بھی آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے رہیں گے۔ اس کے بعد حضرت مولانا قاری سہیل احمد رضوی نعیمی بھاگل پوری کی کتاب "شب براءت کے فضائل و معمولات" آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرات محترم! سنی علما تنظیم کٹیہار آپ کی ہے۔ اسے فروغ دینا اور اس کی ضروریات کو پورا کرنا آپ کا دینی فریضہ بھی ہے اور ملی تقاضا بھی۔ ہم آپ کی دینی غیرت اور ملی حمیت کو آواز دیتے ہیں اور اس کے ہر ممکنہ تعاون کی آپ حضرات سے درخواست کرتے ہیں۔

گواہ رہنا کہ آوازِ خیر دی ہم نے
یہ اختیار ہے لبیک تم کہو نہ کہو

امیدوارِ کرم

بندۂ احقر- عبدالواحد نوری

بانی و سرپرست سنی علماء تنظیم، کٹیہار (بہار)

خطیب و امام بارہ بھائی مسجد، ناسک (مہاراشٹر)

موبائل نمبر: 09326848537

عرضِ محشی

محمد طفیل احمد مصباحی، نائب مدیر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

نبوت و رسالت اس ربّانی ادارے کا نام ہے جو بنی نوع انساں کی ہدایت و سعادت کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ انبیا و مرسلین کا نورانی قافلہ مختلف عہد میں مختلف خطۂ ارض پر اس لیے نمودار ہوتا رہا تاکہ بندگان خدا کو دین و دنیا کی ہدایت ملے اور وہ ابدی سعادتوں سے مالامال ہو سکیں۔

انبیا و مرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم کی بعثت طیبہ کا بنیادی مقصد توحید کی تعلیم، اس کے بعد کچھ اور ہے۔ انسان بیک وقت ملکوتی اور بہیمی صفات کا حامل ہے۔ خیر اور شر دونوں عنصر حضرتِ انسان میں پائے جاتے ہیں، تاہم خیر کا پہلو شر پر غالب ہے۔ خیر اور شر کی جنگ برابر جاری رہتی ہے۔ شر کا پہلو غالب ہو تو انسان شیطان بن جایا کرتا ہے اور خیر کا پہلو غالب ہو تو انسان قدسی صفات بن کر رشک ملائکہ بن جاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی انسان میں شر کا غلبہ ہوا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی و رسول کو بھیج کر خیر کو غالب فرمایا۔

نبی کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"النبی هو انسان بعثه الله لتبليغ أحكامه"

یعنی نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا ہو۔

احکام الٰہی میں "توحید" مرکزی حیثیت کا حامل ہے منصب نبوت و رسالت کی غرض و غایت توحید کی تعلیم لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھانا اور انھیں دین و دنیا کی سعادت سے ہم کنار کرنا ہے۔

ہدایت کے چار مرتبے ہیں۔

(۱) ہدایتِ وجدان (۲) ہدایتِ حواس (۳) ہدایتِ عقل (۴) ہدایتِ نبوت و رسالت۔

بچہ ابھی شکمِ مادر سے باہر آیا ہے، اسے کسی قسم کا علم اور تجربہ نہیں ہے اور نہ خارج سے اسے کوئی ہدایت ورہنمائی ملی ہے، مگر اس کے باوجود ماں اپنے نومولود بچے کے منہ میں پستان رکھ دیتی ہے اور بچہ زور زور سے چوسنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ وجدان کی ہدایت ہے اور ہمارا دیکھنا، چلنا، پھرنا، سننا، چھونا اور چکھنا یہ حواس کی ہدایت ہے۔ ہدایت عقل جزئیات کو ترتیب دے کر کلی احکام کا استخراج کرتی ہے۔ آج کے اس سائنسی دور میں انسان روز بروز ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے، یہ در اصل اسی ہدایت عقل کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ یہاں اس حقیقت کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ایک مرتبۂ ہدایت جب عاجز و درماندہ ہو جاتا ہے تو اس سے بلند مرتبۂ ہدایت اس کو سنبھالا اور سہارا دیتا ہے۔ عقل کا دائرۂ کار عالم محسوسات تک محدود ہے اور محسوسات کے پس پردہ کیا ہے؟ ہدایتِ عقل اس کے ادراک سے عاجز ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیا و مرسلین کو دنیا میں بھیج کر مرتبۂ ہدایت کو مکمل کر دیا۔ ہدایتِ نبوت و رسالت سے بڑھ کر اور کوئی مرتبۂ ہدایت نہیں۔ ہدایتِ نبوت ہی سے ہمیں توحید کا درس ملا اور اللہ عزوجلّ کی الوہیت و ربوبیت کا علم حاصل ہوا۔

(۱) ایمان واسلام کے لیے کلمۂ طیبہ ''لا اله الله محمد رسول الله'' کا صدق دل سے اقرار ضروری ہے۔ کلمۂ طیبہ کے دو جز ہیں۔(۱) توحید (۲) رسالت۔ ایمان وعقیدہ اصل ہے اور اعمال اس کی فرع۔ ایمان کے بغیر عمل بے کار ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''فقہ اکبر'' میں ارشاد فرماتے ہیں:

''أصل التوحيد وما يصح الاعتقاد عليه يجب ان يقول: آمنت بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والبعث بعد الموت والقدر خيره وشره من الله تعالىٰ''. (۱)

ترجمہ: توحید کی اصل اور جس سے ایمان وعقیدہ صحیح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ زبان کو دل کے موافق کر کے یوں کہے: ''میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر اور میں ایمان لایا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر، قیامت پر اور میں ایمان لایا اللہ کی طرف سے تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر۔

کلمۂ طیبہ کا پہلا جز توحید ہے، توحید کا مطلب اور توحید کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک مانے، اس کی ربوبیت والوہیت کا اعتراف کرے اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنا معبود ومسجود جانے، اور اس کی ذات وصفات میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرائے۔

علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی نے ''توحید'' کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:

---

(۱)۔ شرح فقه اكبر، ص: ۲۹.۲۲، دار الكتب العلميه، بيروت

"إن حقيقة التوحيد عدم اعتقاد الشريك فى الألوهية أى فى وجوب الوجود وخواصها من تدبير العالم وخلق الأجسام واستحقاق العبادة"[1]

ترجمہ: توحید کی حقیقت یہ ہے کہ الوہیت یعنی وجوب وجود اور اس کے خواص یعنی تدبیر عالم، تخلیق اجسام اور استحقاقِ عبادت میں ایک خدا کے علاوہ کسی اور کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔

دین اسلام میں ایمان واعتقاد کی صحت ودرستی کے لیے "توحید" بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

پورا قرآن توحید اور اہل توحید کی تعریف اور شرک واہل شرک کے مذمت پر مشتمل ہے۔

"فالقرآن كله فى التوحيد وثناءهم وفى شان ذم الشرك وعقوق أهله وجزاءهم"[2]

مکلف انسان پر سب سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت اس لیے ضروری ہے تاکہ "عقیدۂ توحید" دلوں میں راسخ ہو سکے۔ معرفت الٰہی پر ہی فرائض وواجبات کا وجوب اور منہیّات کی حرمت متفرع ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"أول مايجب على المكلف فقال الإمام الأشعرى: هى معرفة الله تعالىٰ، إذ يتفرع عليها وجوب الواجبات وحرمة المنهيات"[3]

توحید یعنی ایمان باللہ کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں۔

"شرح عقیدۂ واسطیہ" میں ہے:

"الإيمان بالله يتضمن بأربعة أمور (١) الإيمان بوجوده سبحانه تعالىٰ (٢) الإيمان بربوبيته أى الانفراد بالربوبية (٣) الإيمان بانفراده بالألوهية (٤) الإيمان بأسمائه وصفاته، لايمكن أن يتحقق الإيمان إلّا بذالك"[4]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر ایمان، یہ چار امور سے متحقق ہوتے ہیں۔

---

(۱)- حاشية ملا عبد الحكيم على شرح الدوانى، ص: ١٠

(۲)- شرح الفقه الاكبر، ص: ٢٣، دار الكتب العلميه، بيروت

(۳)- تحفۂ اثنا عشری، ص: ٧٧، مكتبة الحقيقة، تركى

(۴)- شرح العقيدة الواسطية، ص: ٣١، المكتبة التوفيقية، قاهره

اولاً: اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان۔
ثانیاً: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ربوبیت میں واحد اور تنہا جاننا۔
ثالثاً: اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور کسی کو اس کی ذات میں شریک نہ ٹھہرانا۔
رابعاً: اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان۔ ان چاروں کے بغیر ایمان متحقق او ثابت نہیں ہوتا۔

توحید اور ایمان باللہ کے لیے یہ چاروں امور اساسی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا فقدان الحادو زندقہ اور ایمان واسلام کے منافی امر ہے۔ ایک شخص اللہ رب العزت کے وجود کو تسلیم کرے، مگر اسے واجب الوجود اور قدیم نہ جانے یا اللہ رب العزت کو واجب الوجود تسلیم کرے، لیکن انفراد ربوبیت یعنی اس کی وحدانیت (ایک ہونے) میں شک کرے۔ اسی طرح اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک وسہیم جانے یا سرے سے اس کی ذات وصفات کا انکار کرے، تو ایسا شخص عندالشرع کافر ومشرک اور ملحد وزندیق ہے۔

ایک شخص صحیح معنوں میں مومن وموحد اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ وہ بیک وقت مندرجہ بالا چاروں امور پر صدق دل سے ایمان لائے۔ اقرار توحید اور ایمان باللہ کے بعد جو چیز سب سے زیادہ اہم ہے وہ "استقامۃ علی التوحید" ہے۔ توحید پر استقامت کا مطلب یہ ہے کہ بندہ آخری دم تک توحید، اس کے لوازمات اور اس کے بنیادی تقاضوں پر عمل کرے اور توحید جیسے بلند وبالا مگر نازک ترین منصب کا بہر گام خیال رکھے اور اللہ رب العزت کے حق میں غیر مناسب اور اس کی شان ارفع کے خلاف لفظ استعمال نہ کرے یا ایسا عقیدہ نہ رکھے جو شان توحید کے خلاف ہو۔

چوں می گویم مسلمانم بہ لرزم — کہ دانم مشکلاتِ لاالٰہ را

بحر الرائق میں ہے:

"فيكفر إذا وصف الله تعالىٰ بما لا يليق به اؤسخر باسم من أسمائه أو بأمر من أو امره أو أنكر وعده أووعيده أوجعل له شريكا أوولدا أوز وجة أونسبه إلى الجهل أوالعجز أو النقص". [1]

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کے حق میں غیر مناسب اور اس کی شایان شان کے خلاف لفظ استعمال کرے یا اس کے نام اور اس کے کسی حکم کا مذاق اڑائے وہ کافر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وعد ووعید کا

(۱)- بحر الرائق ۵/ ۲۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت

انکار، اس کے لیے کوئی شریک ٹھہرانا۔ یا اللہ تعالیٰ کے لیے ولد (لڑکا) اور بیوی ثابت کرنا۔ یا اللہ تعالیٰ کی جانب جہل، عجز اور نقص ثابت کرنا، یہ تمام باتیں کفر ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حکیم ہے، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل اور کام حکمت سے خالی ہو، تو یہ کفر ہے۔ چنانچہ علامہ زین الدین بن نجیم مصری حنفی لکھتے ہیں:

و یکفر بقوله یجوز أن یفعل الله فعلا لا حکمة فیه.[1]

ان تمام باتوں کی تصریح "فتاوی عالم گیری" میں بھی ہے۔[2]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ " اللہ میاں " یا " اوپر والا " کہنا، ایک مومن موحد کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔ ایمان بالتوحید کا ایک لازمی تقاضا یہ بھی ہے شانِ الوہیت کے خلاف ہرگز کوئی لفظ زبان پر نہ لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ جلّ مجدہ کی شان میں ایسا لفظ استعمال کرنے سے احتراز لازم ہے۔

دین اسلام میں توحید کے بعد رسالت و نبوت کا درجہ ہے۔ رسالت و نبوت ہر ایمان کے لیے صرف اتنا ہی کافی نہیں کہ تمام انبیا و مرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم پر ایمان لے آئیں۔ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ جملہ انبیا و مرسلین کی عظمتِ شان کا خیال رکھتے ہوئے ان کے حق میں نازیبا کلمات اور توہین آمیز الفاظ استعمال نہ کریں۔ نبوت کے بلند ترین منصب کا حد درجہ پاس و لحاظ رکھیں اور منصبِ نبوت کا بھرپور احترام کریں۔

ایمان کے لیے صرف عقیدۂ توحید ہی کافی نہیں بلکہ نبوت و رسالت کا اقرار اور جملہ انبیا و مرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم پر ایمان بھی ضروری ہے۔ امام قاضی عیاض اندلسی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

من اعترف بالإلٰهية والواحدانية ولكنه جحد النبوة من أصلها عموما أو نبوة نبينا ﷺ خصوصا أو أحد من الأنبياء الذين نص عليهم بعده علمه بذالك فهو كافر بلا ريب.[3]

ترجمہ: اگر کوئی شخص وحدانیت والوہیت کا اعتراف کرے (یعنی اللہ کو ایک مانے اور اسے اپنا معبود

---

(۱)- بحر الرائق ۵/ ۲۰۳، دار الکتب العلمیه، بیروت

(۲)- فتاوی عالم گیری ۲/ ۲۵۸، زکریا بك ڈپو، دیو بند

(۳)- کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۲/ ۲۸۳، برکات رضا، پوربندر

تسلیم کرے) مگر سرے سے نبوت کا قائل نہ ہو یا خاص طور سے ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا منکر ہو یا کسی ایسے نبی کا انکار کرے جن کا نبی ہونا نص سے ثابت ہو، اور اسے اس بات کا علم بھی ہو تو ایسا شخص کافر ہے۔

نبوت و رسالت کس قدر جلیل القدر، عظیم الشان، پاک اور بلند ترین منصب ہے! اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں۔ امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:

وكذالك نكفر من ذهب مذهب بعض القدماء فى أن فى كل جنس من الحيوان نذيرا اونبيا من القردة، والخنازير والدواب والدود وغير ذالك إذا ذالك يؤدى إلىٰ أن يوصف أنبياء هٰذا الأجناس بصفاتهم المذمومة وفيه من الإزراء علىٰ هذا المنصب المنيف. [1]

ترجمہ: بعض قدما کے مسلک کو اپناتے ہوئے کوئی شخص یہ کہے کہ "ہر جنس حیوان مثلاً: بندر، خنزیر، چوپائے اور کیڑے مکوڑے میں ایک نبی اور نذیر ہوتا ہے اور دلیل میں یہ آیت کریمہ پیش کرے: "وان من أمة الاخلافيها نذير"

تو ایسا شخص کافر ہے، ہم اس کی تکفیر کریں گے۔ کیوں کہ ہر جنس حیوان میں نبی تسلیم کرنے سے لازم آئے گا کہ ان تمام اجناس کے انبیا کو انھیں "صفاتِ مذمومہ" سے متّصف کیا جائے اور یہ نبوت جیسے عظیم اور پاک منصب کی توہین ہے۔

انبیاے کرام کی توہین و تنقیص بہت بڑا جرم ہے۔ دینی عدالت میں ایسے مجرم کی سزا قتل ہے۔

"کتاب الشفا" میں ہے:

من شتم الأنبياء أوأحد منهم أو تنقصه قتل ولم يستتب. [2]

ترجمہ: جو شخص کسی نبی کو گالی دے یا ان کی شان گھٹائے، اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الخراج میں ارشاد فرماتے ہیں:

أيما رجل مسلم سب رسول الله ﷺ أو كذبه أوعابه أتنقصه فقد كفر بالله

---

(۱)- كتاب الشفاء ۲/ ۲۸٤، برکات رضا، پوربندر، گجرات

(۲)- كتاب الشفاء ۲/ ۳۰۲، پور بندر ، گجرات

وبانت منه زوجته فإن تاب والإ قتل وكذالمرأة"۔[١]

ترجمہ: جو مسلمان حضور ﷺ کو گالی دے یا آپ کو جھٹلائے، عیب جوئی کرے یا آپ کی شان گھٹائے، وہ کافر ہے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اب اگر ایسا شخص توبہ کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔ یہی حکم مسلم عورت کا بھی ہے۔

علمائے کرام بیان کرتے ہیں کہ توہین کی نیت سے حضور ﷺ کے موئے مبارک کو شَعَر کے بجائے شُعَیر صیغۂ تصغیر کے ساتھ کہنا کفر ہے۔ جیسا کہ بحرالرائق میں ہے۔

واختلف فی تصغير شعر النبی ﷺ الإ اذا أراد الإهانة فيكفر"۔[٢]

ایسا ہی فتاویٰ عالم گیری میں بھی۔ عبارت یوں ہے:

"ولو قال لشعر النبی ﷺ شعير يكفر عند بعضهم وعند الآخرين لا إلّا إذا قال بطريق الإهانة"۔[٣]

صیغۂ تصغیر چوں کہ بالعموم استخفاف کا موجب ہوا کرتا ہے، اس لیے حضور سید عالم ﷺ سے منسوب چیزوں کی تصغیر سے علما و فقہا نے منع فرمایا ہے۔ اسی کلیہ کے تحت حضور پاک ﷺ کو "کملی والے" اور آپ کی چادر مبارک کو "کملی" کہنا ممنوع قرار پایا ہے۔

نسبت سے شے ممتاز ہوتی ہے اور نسبت کے باعث بسا اوقات خاک نشیں انسان عرش نشیں ہو جاتا ہے۔

عام انسان کے بال کو بطور اہانت صیغۂ تصغیر کے ساتھ "شعیر" کہنا کفر نہیں، مگر حضور سید عالم کے موئے مبارک کو توہین کی نیت سے "شعیر" کہنا کفر ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ نبوت نہایت عظیم اور مہتم بالشان منصب ہے۔ انبیائے کرام سے منسوب چیزیں بھی عظیم اور مہتم بالشان ہوا کرتی ہیں۔

انسان کا پیشاب یا پاخانہ ناپاک ہے اور وہ بھی نجاستِ غلیظہ۔ مگر ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے بول و براز پاک اور طیّب و طاہر ہیں۔

اس سلسلے میں عمدۃ المحققین حضرت علامہ شامی قدس سرہ السامی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

---

(١)- كتاب الخراج، ص: ١٩٩، المكتبة الازهرية للتراث، مصر

(٢)- بحر الرائق ٥/ ٢٠٤، دار الكتب العلميه، بيروت

(٣)- فتاویٰ عالم گیری ٢/ ٢٦٣، زكريا بك ڈپو، ديو بند

"صحح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله ﷺ وسائر فضلاته، وبه قال أبو حنيفة كما نقله فى المواهب اللدنية عن شرح البخارى للعينى وصرح به البيرى فى شرح الأشباه. وقال الحافظ ابن حجر: تظافرت الأدلة علىٰ ذالك، وعد الأئمة ذالك من خصائصه ﷺ". (۱)

ترجمہ: حضور ﷺ کے بول وبراز اور دیگر فضلات پاک ہیں۔ بعض ائمۂ شافعیہ نے اس مسئلے کی تصحیح (جائز وصحیح بتانا) فرمائی ہے۔ اور یہی قول امام اعظم ابوحنیفہ کا بھی ہے، جیسا کہ شارح بخاری علامہ عینی سے "المواہب اللدنیہ" میں منقول ہے۔ علامہ بیری نے بھی "شرح اشباہ" میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ "دلائل وشواہد اس کی تائید کرتے ہیں اور ائمۂ کرام نے بول وبراز کی طہارت کو حضور سید عالم ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔

یہ ہے نبوت کا مقام اور نبی پاک ﷺ کی عظمت ورفعت کا حال!

مکہ شریف افضل ہے یا مدینۂ طیبہ؟

اس میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ عاشق خیر الوریٰ امام احمد رضا محدث بریلوی نے اسی اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے معاملہ رفع دفع کرنے کی کوشش فرمائی ہے:

طیبہ نہ سہی افضل، مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

بہر کیف! مکۂ معظّمہ یا مدینہ منورہ کے افضل ہونے میں تو اختلاف ہے، مگر زمین کا وہ حصہ جو نبی پاک ﷺ کے جسم اطہر سے متّصل ہے، وہ پوری روئے زمین سے افضل ہے، اس کے افضل ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں:

"ماضم أعضائه عليه الصلوٰة والسلام فانه أفضل مطلقاً حتى من الكعبة والعرش والكرسى". (۲)

ترجمہ: وہ حصۂ زمین جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضائے شریفہ (جسم پاک) سے متّصل ہے، وہ مطلقاً افضل ہے۔ یہاں تک کہ وہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔

---

(۱)- رد المحتار ۱/ ۵۲۲۔۵۲۳، کتاب الطھارۃ، باب الانجاس، مکتبہ زکریا، دیو بند

(۲)- فتاویٰ شامی ۹/ ۱۶۹، مکتبہ زکریا، دیو بند

صحیح فرمایا ہے امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ:

لاطیب یعدل تربا ضم أعظمهٗ طوبیٰ لـمنتشق منه وملتـسم

مندرجہ بالا سطور سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ نبوت و رسالت نہایت ہی بلند و بالا، مہتم بالشان اور نازک ترین منصب ہے۔ اللہ عزوجل اور اس کے جملہ انبیاو مرسلین کے جناب عالی میں گستاخانہ کلمات اور توہین آمیز الفاظ کا استعمال نہ صرف یہ کرنا جائز و حرام ہیں، بلکہ کفر ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو منصبِ توحید و رسالت سمجھنے اور کما حقہ اس کے شرعی آداب بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

توحید و رسالت پر ایمان اور اس کے بنیادی تقاضوں کی تفہیم و تعمیل کے لیے علم کلام و عقائد کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ علمِ کلام ایک نفیس اور شریف علم ہے۔ صاحبِ کشف الظنون ملّا کاتب چلپی کی صراحت کے مطابق "علمِ کلام وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان کو یہ قدرت حاصل ہوتی ہے وہ دلائل و براہین قائم کر کے حق کو ثابت کرے اور باطل کے شکوک و شبہات کا ازالہ کرے۔ اس علم کا موضوع اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ہے۔

علامہ ابن خلدون کے بقول "علم عقائد و کلام وہ علم ہے جس کے ذریعہ عقلی و نقلی دلائل سے ایمانی عقائد پر حجت قائم کی جاتی ہے اور اعتقادیات میں اہلِ سنت کے خلاف باطل نظریات رکھنے والوں کی تردید کی جاتی ہے۔ اور ان ایمانی عقائد کا مرکزی نقطۂ نظر توحید ہے۔ (۱)

علمِ کلام کا مقصود و مفاد کیا ہے؟ اس حوالے سے حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وإنما المقصود منه حفظ عقيدة أهل السنة وحراستها عن تشويش أهل البدعة . فقد ألقى الله إلىٰ عباده علىٰ لسان رسوله عقيدة هى الحق، علىٰ ما فيه صلاح دينهم و دنياهم، كما نطق بمعرفة القرآن والأخبار ، ثم ألقى الشيطان في وساوس المبتدعة أمورا مخالفة للسنة ، فلهجوبها وكادوا عقيدة الحق علىٰ أهلها ، فأنشأ الله تعالىٰ طائفة المتكلمين وحرك دواعيهم لنصرة السنة بكلام مرتب، يكشف عن تلبيسات أهل البدع المحدث علىٰ خلاف السنة المأثورة ، فمنه لنشأ علم الكلام و أهله. (۲)

---

(۱)- تاریخ افکار و علوم اسلامی، ۲/ ۹۷، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشر، دھلی

(۲)- إلجام العوام عن الكلام ، ص:۱۶، مكتبة الحقيقة، تركی.

اس اقتباس کا ماحصل یہ ہے کہ علمِ کلام کا مقصد عقائدِ اہلِ سنت کی حفاظت اور اہلِ بدعت کے شکوک واوہام کا ازالہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ عقائدِ حقہ کو اپنے بندوں پر واضح فرمادیا۔ یہ عقائدِ حقہ دین ودنیا کی فلاح وکامرانی کا ذریعہ ہیں، جیساکہ قرآن واحادیث اس پر ناطق وشاہد ہیں۔ بعد ازاں شیطان لعین نے اہلِ بدعت وضلالت کے توسط سے لوگوں میں عقائد سے متعلق ایسے امور رائج کردیے، جو سنت وشریعت کے صریح خلاف تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود مذہب اہلِ سنت کے عقائد پر کاربند حضرات شکوک وشبہات میں مبتلا ہونے لگے۔ جب یہ صورتِ حال نمودار ہوئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے علمِ کلام کے ماہر علما یعنی ''متکلّمین'' کی جماعت کو پیدا کیا۔ علمائے متکلّمین نے اپنی خداداد علمی بصیرت سے باطل پرستوں کا بھرپور مقابلہ کیا اور اپنی تقریر وتحریر سے اسلامی روح کے منافی نظریات کی دھجیاں بکھیر کر عقائدِ حقہ کو واضح کیا۔ تو اس طرح علمِ کلام کی ابتدا ہوئی اور جماعتِ متکلّمین وجود میں آئی۔

بہر کیف! عہدِ رسالت مآب ﷺ سے لے کر نجدیت ووہابیت کی پیدائش تک مسلمانوں میں توحید ورسالت سے متعلق عقائد ونظریات بعینہ وہی تھے جو صحابۂ کرام، تابعین عظام اور اسلافِ ذی احترام کے تھے۔ نجد کے عبدالوہاب نجدی اور ہندوستان کے مولوی اسماعیل دہلوی کی بدولت وہابی عقائد ونظریات اور اسماعیلی خیالات نے ایک الگ مذہب ومسلک کی شکل اختیار کرلی۔ ان کے خیالات چوں کہ اہلِ سنت کے متوارث عقائد کے یکسر منافی تھے۔ اس لیے ان کے رد وابطال میں علمائے اہلِ سنت نے تحریری وتقریری خدمات انجام دیں، یہاں تک کہ صرف تقویۃ الایمان (مصنف: مولوی اسماعیل دہلوی) کے رد میں ڈھائی سو سے زائد کتابیں لکھی گئیں۔

چودہویں صدی ہجری کی عبقری شخصیت مجددِ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ (متوفیٰ: ۱۳۴۰ھ) نے وہابیت، نجدیت، دیوبندیت، صلح کلیت، نیچریت، قادیانیت وغیرہ مختلف باطل فرقوں کے رد میں جو گراں قدر اور بیش بہا خدمات انجام دی ہیں، انھیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ وہابیت ونجدیت کے زہر آلود اعتقادی شجر کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے میں آپ کی علمی وقلمی توانائیوں کا حال پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔

آپ نے باطل افکار ونظریات کے ردّ میں اور خاص طور پر علمِ کلام کے موضوع پر سترہ (۱۷) کتابیں لکھی ہیں۔

زیرِ نظر رسالہ ''الفرق الوجیز بین السنی العزیز والوھابی الرجیز'' اسی سلسلے کی

ایک کڑی ہے۔ رسالے کا ایک قدیم نسخہ راقم الحروف کو ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور کی لائبریری میں ملا، جو آج سے تیس سال قبل حضرت علامہ مفتی محمد اعظم بریلوی دامت برکاتہم العالیہ کی نگرانی میں ''مکتبہ دامنِ مصطفیٰ'' بریلی شریف سے شائع ہوا ہے۔ سرِورق پر کتاب و مصنّف کے نام کے ساتھ ملک العلما حضرت علامہ ظفرالدین بہاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ''ناقلِ رسالہ'' کے طور پر لکھا ہوا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے عوامِ اہلِ سنت کے عقائد کی اصلاح کے لیے یہ رسالہ اپنے شاگردِ رشید حضرت ملک العلما سے املا کروایا تھا، اس لیے دلائل و جزئیات سے آپ نے صرفِ نظر فرمایا تھا۔ اس طرح رسالہ کی حیثیت متن کی ہو گئی تھی۔

راقم الحروف طفیل احمد مصباحی عفی عنہ، خادم ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور نے اس متن کی توضیح و تشریح کی ایک ناتمام کوشش کی ہے۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں اس خدمت کو قبول فرمائے۔

پیر طریقت حضرت مولانا الحاج شیخ عبدالواجدی نوری دام ظلہ العالی، بانی و سرپرست سنّی علما تنظیم، کٹیہار، بہار کی توجّہ و کوشش سے یہ کتاب منظرِ عام پر آ رہی ہے۔

ہم مولانا موصوف کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انھیں جزائے خیر سے نوازے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے اور سنّی علما تنظیم کٹیہار کو اپنے مقاصد میں کامیابیوں سے ہم کنار فرمائے۔

محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ
خادم ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
Mob:9621219786
بتاریخ ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ
مطابق ۵ فروری ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نَحْمَده و نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْم

عقیدہ(۱) اللہ عزوجل زمان و مکان و جہت سے پاک ہے۔[1]

(۱)- "بحر الرائق" میں ہے:

"و یکفر بإثبات المکان لله تعالیٰ ، فإن قال: الله فی السماء فإن قصد حکایة ما جاءفي ظاهر الأخبار لا یکفر وإن أراد المکان کفر وإن لم یکن له نیة کفر".

(البحر الرائق ۵/ ۲۰۳ ،دار الکتب العلمیه ،بیروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے۔اگر کوئی شخص کہے کہ "اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے" اوراس قول سے ظاہر احادیث کی حکایت مقصود ہو تو کفر نہیں۔لیکن حقیقی مکان کا اثبات مقصود ہو تو یہ کفر ہے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے :

"و یکفر بإثبات المکان لله تعالیٰ فلو قال:**از خدا ہیچ مکان خالی نیست** یکفر۔"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لیے مکان کا اثبات کفر ہے۔اسی طرح یہ کہنا کہ کوئی مکان (جگہ) خدا سے خالی نہیں،یہ بھی کفر ہے۔

«شرح مواقف» میں ہے:

أنه تعالیٰ لیس فی جهة من الجهات ولا فی مکان من الأمکنة.

(شرح مواقف ٤/ ٢٢،دار الکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہ کسی جہت میں ہے اور نہ کسی مکان میں ہے۔

شرح عقائد میں ہے :

وإذا لم یکن في مکان لم یکن في جهة لا علو ولا سفل ولا غیرهما.... ولا یجری علیه زمان لأن الزمان عند نا عبارة عن متجدد و یقدر به متجدد آخر و عند الفلاسفة عن مقدار الحرکة والله منزه عن ذالك. "(شرح عقائد نسفی ص: ٦٠ ،مجلس برکات،مبارکپور)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ مکان میں نہیں ہے تو اس کے لیے جہت بھی نہیں۔نہ فوق نہ تحت

وغیرہما.....اور اللہ تعالیٰ پر زمانہ جاری نہیں ہوتا۔کیوں کہ ہم اہل سنت کے نزدیک "زمانہ اس امر حادث کو کہتے ہیں جس سے دوسرے امر حادث کا اندازہ لگایا جائے" اور فلاسفہ کے نزدیک "زمانہ مقدارِ حرکت کا نام ہے" اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وأنه(أي الفوق)على الله تعالىٰ محال فإنه من لوازم الأجسام.

(الجام العوام عن علم الكلام ص:١٠، مكتبة الحقيقة، تركی)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حق میں فوق (اوپر) محال ہے۔کیوں کہ فوق اجسام کے لوازمات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ جسم وعوارض جسم سے پاک ہے۔

أنه تعالىٰ منزه عن الجسمية و عوارضها .

(اِلجام العوام عن علم الكلام ،ص:١٥،مكتبة الحقيقة ،تركی)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"و در جہت نیست یعنی بالا و پائیں و پس و پیش چپ و راست و در جائے نیست و در زمانے نہ۔"

(تكميل الايمان فارسی ،ص:٤،مطبع مجيدی ،كانپور)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جہت یعنی اوپر، نیچے، آگے، پیچھے، دائیں، بائیں، سے پاک ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کے لیے جگہ (مکان) نہیں۔اس طرح وہ زمانہ سے بھی پاک ہے۔

"قصیدہ بدء الامالی" میں ہے:

نسمى الله شيئا لا كالأشياء و ذاتا عن جهات الست خالِ

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کو شے کہتے ہیں لیکن عام اشیا کی طرح نہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی ذات جہات ستہ (فوق، تحت، وغیرہ) سے خالی اور پاک ومنزہ ہے۔

اسی قصیدہ میں ہے:

ولا يمضى على الديان وقت و أز مان و أحــوال بحالِ

ترجمہ: روز جزا کا مالک اللہ رب العزت پر کسی بھی حال میں وقت، زمانہ، اور احوال کی گردش نہیں ہوتی۔لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت زمان ومکان اور جہت سے پاک ومنزہ ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی)

عقیدہ (۲)–اللہ تعالیٰ کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق ہے۔ یہ ضرور اہل سنت کے عقیدے ہیں، جو ان کو "بدعت حقیقیہ" کے قبیل سے کہے وہ گمراہ بددین ہے۔(۱)

(۱)- قیامت کے دن اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔
یہ اہل سنت کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کے بے شمار دلائل و شواہد موجود ہیں۔

قرآنی دلائل:

قرآن ناطق ہے:
وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾

(قرآن مجيد سورة القيامة،پ ۲۹ آيت:۲۲،۲۳)

ترجمہ: کچھ منہ (چہرہ) قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کر کے ترو تازہ ہوں گے۔
یہ آیت قیامت کے دن "دیدار الٰہی" پر برہان قاطع کی حیثیت رکھتی ہے۔
"لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ" (قرآن مجيد،سورة يونس ،پ: ۱۱ ،آيت :۲٦)

ترجمہ: بھلائی والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد (یعنی دیدار الٰہی)۔
نبی کریم ﷺ سے آیت کریمہ میں مندرج لفظ "زِيَادَةٌ" کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"للذين أحسنو العمل في الدنيا لهم الحسنىٰ و هي الجنة والزيادة هي النظر إلى وجه الله الكريم." (تفسير قرطبى ۷/ ۲۱۰ ، جزء:۸، دار الكتب العلمية بيروت)

ترجمہ: جن لوگوں نے دنیا میں نیک عمل کیے ان کے لیے حسنات یعنی جنت ہے اور زیادۃ کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نیک عمل کرنے والے اللہ رب العزت کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔
حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"زيادة النظر إلىٰ وجهه الكريم فإنه زيادة أعظم من جميع ما أعطوه."

(تفسير ابن كثير ۲/ ۵۴۱ ،مؤسسة الريان ،بيروت)

ترجمہ: آیت کریمہ میں "زِیَادَۃٌ" سے مراد "دیدار الٰہی" ہے۔ کیوں کہ "دیدار الٰہی" تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

احادیث سے دیدار الٰہی کا ثبوت:

بخاری شریف کی حدیث ہے:

"إنکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلة البدر." (بخاری شریف ، کتاب التوحید ،حدیث :٧٤٣٦،ص:١٤٩٩،دار الکتاب العربی، بیروت)

ترجمہ: تم (قیامت کے دن) اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جیسے چودہویں رات کو چاند دیکھتے ہو۔

امام محمد بن محمد علی طائی ہمذانی نے بھی «کتاب الأربعین» ص:۱۲۵، دار البشائر الاسلامیہ بیروت میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

اقوال ائمہ:

امام الائمہ سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"واللہ تعالیٰ یُریٰ فی الآخرة و یراہ المومنون بلا تشبہ ولا کمیة."

(شرح فقہ اکبر،ص:١٣٧،دار الکتب العلمیة بیروت)

ترجمہ: اہل ایمان آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور یہ دیدار بلا تشبیہ اور بغیر کمیت کے ہو گا۔ شرح عقائد میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

امام عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

"قال جمہور المتکلمین والأصولین تکون رویة المومنین لربہم فی الآخرة بالانکشاف التام المنزة عن المقابلة والجہة."

(الیواقیت و الجواہر ،ص:١٦٢،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

ترجمہ: جمہور متکلمین اور اصولیین کا یہ قول ہے کہ اہلِ ایمان قیامت کے دن اللہ رب العزت کا دیدار کریں گے لیکن یہ دیدار جہت اور مقابلہ سے پاک ہو گا۔

ایضاح الحق کے مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اللہ عزوجل کو زمان و مکان اور جہت سے پاک و منزہ سمجھنے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار بلا جہت وبے محاذات (بے کیف) ماننے کو"بدعت حقیقیہ" کہا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے جو یہ لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق ہے، جو ان کو بدعتِ حقیقیہ کی قبیل سے کہے وہ گم راہ، بد دین ہے"

تو اس سے یہی ایضاح الحق کے مصنف مراد ہیں۔

چنانچہ ایضاح الحق کے مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان وجہت سے پاک قرار دینا اور اس کا دیدار بلا جہت وکیف ثابت کرنا، یہ تمام امور از قبیلِ بدعتِ حقیقیہ ہیں، اگر کوئی شخص ان مذکورہ اعتقادات کو دینی اعتقاد شمار کرے۔"

(ایضاح الحق،مترجم اردو،ص:۷۷،قدیمی کتب خانہ ،دھلی)

ان گھنونے عقائد کے مقابل اللہ عزوجل کے حق میں اہل سنت وجماعت کے جو صحیح و درست عقائد ہیں ،وہ اوپر بیان ہوئے ،انہیں بار بار پڑھیں اور وہابی عقیدہ سے دور رہ کر اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

(از:طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ (۳)-اللہ عزوجل کا علم غیب اور تمام صفات ذاتیہ ازلی، ابدی لازم ذات الٰہی ہیں۔اس سے پاک ہیں کہ ان کا ہونا (یا) نہ ہونا اختیار میں ہو۔اس کی شان یہ بتانا کہ ”غیب کا دریافت کرنا اس کے اختیار میں ہے، جب چاہے کرلے۔“ (یہ کہنا گویا) صاف صاف خدا کو جاہل بالفعل بتانا اور کلمۂ کفر ہے۔(۱)

---

(۱)- اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات ذاتیہ کی تعداد سات ہے اور وہ ذاتی صفات یہ ہیں:
(۱)حیوٰۃ (۲) قدرت (۳)علم (۴)کلام (۵)سمع (۶)بصر (۷)ارادہ
جیسا کہ فقہ اکبر اور اس کی شرح میں مذکور ہے۔ملاحظہ کریں: شرح فقہ اکبر، ص:۳۳-۳۹، دار الکتب العلمیہ بیروت۔
”عقائد نظامیہ“ میں ہے:
صفاتِ ذاتی او ہفت اند، حیات، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ۔
(عقائد نظامیه فارسی، مکتبة ایشیق ،ترکی)
حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے اللہ عزوجل کی صفات ذاتیہ میں سے ایک صفت ”بقا“ کا اضافہ فرماتے ہوئے صفات ذاتیہ کی مجموعی تعداد آٹھ (۸) بتائی ہے۔
چنانچہ آپ لکھتے ہیں:
”إعلم أن المتكلمين حصروا الصفات في هذه الثمانية: وهي كونه حيا، عالما، قادرا، مريدا، سميعاً، بصيراً ، متكلماً، باقيا.“
(المطالب العاليه ،١/ ١٤١،دار الكتب العلمية،بيروت)
اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات ذاتیہ عینِ ذات اور لازمِ ذات الٰہی ہیں، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے عقیدہ (۳) میں اس کی صراحت فرمائی ہے۔
امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی فرماتے ہیں:
”لاخلاف بين أهل الحق أن الصفات الذاتيه ليست غيره ،فان التغاير ينافي الوحدة الحقيقية.“
(الأسنىٰ في شرح أسماء الحسنىٰ ،ص:٤٥،المكتبة العصرية،بيروت)
ترجمہ: اہل سنت وجماعت کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ صفاتِ ذاتیہ، عین ذات ہیں، اس کا غیر نہیں۔کیوں کہ تغایر (غیریت) وحدت کے منافی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات ذاتیہ قدیم اور ازلی و ابدی ہیں یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیشہ سے ان صفات کے ساتھ متّصف ہے اور ہمیشہ ان سے متّصف رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات حادث نہیں ہوسکتیں۔

امام قاضی علی بن محمد ابی العز دمشقی لکھتے ہیں:

"إن اللہ سبحانه و تعالیٰ لم یزل متصفا بصفاتِ الکمال، صفات الذات و صفات الفعل." (شرح العقیدۃ الطحاویة ۱/ ۹۶،مؤسسة الرسالة ،بیروت)

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کی تمام صفاتِ کمالیہ ذاتیہ و فعلیہ ازلی یعنی قدیم ہیں۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی "تحفۂ اثناعشریہ" میں لکھتے ہیں:

"صفاته تعالیٰ الذاتیه قدیمة لم یزل موصوفا بها."

(تحفۂ اثنا عشریه عربی ،ص:۸۰،مکتبة الحقیقیة ،ترکی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ قدیم ہیں، اور وہ ان صفات کے ساتھ ہمیشہ سے متّصف ہے۔

"شرح فقہ اکبر" میں ہے: "و صفاته فی الأزل غیر محدثة ولا مخلوقة."

(شرح فقہ اکبر ص: ۴۷ ،دار الکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی قدیم غیر مخلوق اور غیر حادث ہیں۔

"قصیدہ بدء الأمالی" میں ہے:

صفات الذات والأفعال طرا قدیمات مصونات الزوال."

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ، مثلاً (ارادہ، سمع، بصر، قدرت، وغیرہ) اور صفاتِ فعلیہ (مثلاً ترزیق، انشاء و تخلیق وغیرہ) قدیم ہیں اور زوال و فنا سے محفوظ ہیں۔

حضرت ملا علی قاری نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تمام صفات کو ازلی، ابدی، قدیم، غیر حادث اور غیر مخلوق بتاتے ہوئے آخر میں یہ فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

"فمن قال إنها مخلوقة أو محدثة أو وقف أو شك فیهما فهو کافر باللہ تعالیٰ."

(شرح فقہ اکبر،۴۷ دار الکتب العلمیه ،بیروت)

ترجمہ: تو جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات کو حادث (غیر قدیم) اور مخلوق بتائے یا اللہ تعالیٰ کی صفات کو ازلی و قدیم ماننے میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ (۴)-اللہ عزوجل پر کذب اور ہر عیب محال بالذات ہے۔ جو اس کا کذب ممکن جانے (وہ) گمراہ ہے۔ مسئلہ "خلف وعید" کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ اس کے بنا پر "امکانِ کذب کو ائمۂ اہل سنت میں مختلف فیہ ماننا" بڑے بدعقل اور بددین کا کام ہے۔ (۱)

---

(۱)-آیت کریمہ ہے: "وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ﴿۸۷﴾"

(قرآن مجید ،پارہ،۵،سورہ نساء ،آیت :۸۷)

ترجمہ: اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔

اس آیت کے تحت "تفسیر کبیر" میں ہے:

"فإذا کان إمکان الصدق قائما کان امتناع الکذب حاصلا لا محالة."

(تفسیر کبیر ۵/ ۱۷۳ ،دار الکتب العلمیه ،بیروت)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کے لیے صدق قائم و ثابت ہو گیا تو اب لا محالہ کذب اس کے حق میں محال و ممتنع ٹھہرا۔

تفسیر ابی سعود میں ہے: "والکذب محال علیه سبحانه."

(تفسیر أبی سعود ۲/ ۲۱۱، بیروت)

ترجمہ: کذب حق سبحانہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے:

"شرح فقہ اکبر" میں ہے: والکذب علیه محال.

(شرح فقه اکبر،ص:۸۷،دار البشائر الاسلامیه بیروت)

"تفسیر بیضاوی" میں ہے: "الکذب نقص وھو علی الله تعالیٰ محال."

(تفسیر بیضاوی ۲/ ۲۲۹، دار الکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ: کذب یہ نقص ہے اور نقص و عیب اللہ تعالیٰ کے حق میں محال بالذات ہے۔

فائدہ: حضرت علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ نے "امکان کذب باری تعالیٰ" کے رد میں بڑی مدلل اور مفصل گفتگو فرمائی ہے اور ۲۱/ دلائل قاہرہ کی روشنی میں "کذب باری" کو محال و ممتنع بتا یا ہے۔ تفصیل کے لیے علامہ کی کتاب "تقدیس الوکیل" ص:۱۱۰ تا ۱۲۵ کا مطالعہ کریں۔ انشاء اللہ

حق واضح ہوجائے گا۔

شیخ سالم بن صالح حضری شافعی لکھتے ہیں:

"يجب علينا أن نعتقد أن كل نقص مستحيل عليه تعالىٰ."

(الدر الثمين ،ص: ٣٦ مكتبه اهل سنت و جماعت ،حيدرآباد)

ترجمہ: ہر عیب ونقص اللہ جل شانہ کے حق میں محال ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا ہمارے اوپر واجب وضروری ہے۔

نوٹ : براہین قاطعہ کے مصنف خلیل احمد انبیٹھوی نے "مسئلہ امکانِ کذب باری تعالیٰ" کو ائمہ اہل سنت میں مختلف مانا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلفِ وعید آیا جائز ہے یا نہیں"۔(براهين قاطعه ،ص:٦،كتب خانه امداد يه ،ديوبند)

اور مولوی اسماعیل دہلوی نے "کذب" کو خدائے تعالیٰ کے حق میں ممکن بتاتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ:

"والقائے آں (کذب) بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید کہ ؟"

ترجمہ: یعنی فرشتوں اور نبیوں پر جھوٹ کا القاقدرتِ الٰہی سے خارج نہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے۔

☆☆☆☆☆

عقیدہ(۵)-جو کہے ”اللہ تعالیٰ کا جہل ممکن ہے“ اس پر کفر لازم ہے۔ [۱]

---

(۱)- ”شرح مواقف“ میں ہے:

”ولا يصح عليه الحركة والسكون ولا الانتقال ولا الجهل ولا الكذب ولا شئ من صفات النقص عند أهل السنة والجماعة.“

(شرح مواقف،جزء :۳،ص:۷۱۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر حرکت، سکون، انتقال، جہل، کذب اور کوئی بھی صفت نقص وعیب صحیح نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ ان صفاتِ نقص سے پاک ومنزہ ہے)

”فتاویٰ عالم گیری“ میں ہے:

”يكفر إذا نسبه إلى الجهل أو العجز أو النقص.“

(فتاویٰ عالم گیری ۲/ ۲۸۵،زکریا بکڈپو ،دیوبند)

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف جہل، عجز یا نقص کی نسبت کرنا کفر ہے۔

بحرالرائق میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ملاحظہ کریں ”بحر الرائق “۵/ ۲۰۲، دار الكتب العلمية بيروت.

”الدر الثمين“ میں ہے:

”من الصفات المستحيلة عليه تعالىٰ الجهل.“(الدر الثمين فى اصول الشريعة والدين،ص:۳٤،مكتبه اهل سنت و جماعت ،حيدر آباد)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے لیے جہل محال اور ممتنع ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ(۶)- جو کہے کہ "بندہ جو کچھ اپنے لیے کر سکے، خدا اپنے لیے کر سکتا ہے" مثلاً چوری، شراب خوری وغیرہ وغیرہ، وہ بے ایمان ہے۔ (۱)

(۱)-کیوں کہ یہ چیزیں عیب اور نقص ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ عیب و نقص سے پاک و منزہ ہے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے: "الكذب نقص و هو عليه محال."

(تفسير بيضاوى ۲/ ۲۲۹، دارالكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: کذب یہ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔

اور جو چیز محال ہے، اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل نہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تمام ممکنات پر ہے، محالات و ممتنعات پر نہیں۔

"تفسیر کبیر" میں ہے: "أنه تعالىٰ قادر على كل الممكنات."

(تفسير كبير ۷/ ٤٥٤،دار الكتب العلمة ،بيروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے۔ (محالات پر نہیں)۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "شعب الایمان" میں لکھتے ہیں:-

"ولا يجوز عليه شئ مما جاز على المحدثات فدل علىٰ حدوثها."

(شعب الايمان ۱/ ۱۱۳ دار الكتب العلمية ،بيروت)

ترجمہ: جو چیز مخلوق کے لیے جائز ہے اور وہ مخلوق کے حادث ہونے پر دلالت کرتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز نہیں۔

ان تصریحات کی روشنی میں اب اگر کوئی یہ کہے کہ "بندہ جو کچھ اپنے لیے کر سکتا ہے خدا اپنے لیے کر سکتا ہے" تو دنیا میں اس سے بڑا بے ایمان اور بارگاہ الٰہی کا گستاخ کوئی نہیں ہوگا۔

نوٹ: مولوی اسماعیل دہلوی نے "کذب الٰہی" کو ممکن بتاتے ہوئے یہ دلیل پیش کی ہے:

"اقول اگر از محال مراد ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرتِ الٰہیہ داخل نیست، "**پس لا نسلم کہ کذب مذکور بمعنیٰ مسطور باشد، چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ مواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والا لازم آید قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی۔**"

(رساله يك روزى،فارسى ،ص:۱۷،فاروقی كتب خانه، ملتان)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے حق میں کذب محال ہے (تمھارا یہ دعویٰ ہے تو میں کہوں گا کہ) اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہ ہے کہ قدرت الٰہیہ کے تحت داخل نہیں، تو میں اسے تسلیم نہیں کرتا کہ اس معنیٰ مذکور میں اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔ اس لیے کہ یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس کا قضیہ خارج کے مطابق نہیں۔ فرشتوں اور نبیوں پر اس کا القا قدرت الٰہیہ سے خارج نہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے۔ (از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ (۷)- قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ازلی، ابدی، غیر مخلوق، ناممکن الانفکاک ہے۔ بندوں کو بھلا دینے سے وہ سلب نہیں ہو سکتا نہ بھلا دینے کے بعد اس کی کوئی بات خلاف ہونی ممکن ہے جو کہے کہ **خبر الٰہی کا خلاف بعد فراموشی قرآن واقع ہو تو کسی نص کی تکذیب نہ ہوگی** وہ سخت خبیث کذاب بددین ہے۔[1]

---

(۱)- گزشتہ صفحہ میں گزر چکا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ میں "صفتِ کلام" بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام صفاتِ ذات وفعل ازلی و ابدی، قدیم اور غیرِ حادث ہیں۔ اور چوں کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس لیے یہ بھی ازلی، ابدی، قدیم، غیر مخلوق اور غیر حادث ہے۔

فقہ اکبر اور اس کی شرح میں ہے: "القرآن كلام الله تعالیٰ غير مخلوق."

(شرح فقه اكبر ،ص:۵۱،دار الكتب العلمية ،بيروت)

ترجمہ: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے۔

تقی الدین ابن تیمیہ حرّانی لکھتے ہیں:

"قد اتفق السلف و أتباعهم علیٰ أن كلام الله غير مخلوق."

(منهاج السنة النبوية ۲/ ٦٤ ،دار الكتب العلمية ،بيروت)

ترجمہ: سلف صالحین اور ان کے متبعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ (یعنی قدیم اور غیر حادث ہے)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"میں نے مسئلہ خلقِ قرآن کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ سے بحث و مناظرہ کیا اور آخر میں ہم دونوں کی رائے اس بات پر متفق ہو گئی کہ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔"

(شرح فقه اكبر ص:٤٨،دار الكتب العلمية بيروت)

ایک ضروری وضاحت: یہ جو کہا گیا ہے کہ "قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر ہے" تو اس سے حقیقی کافر مراد نہیں ہے۔ خلقِ قرآن کے قائل کو کافر کہنا زجر و توبیخ کے طور پر ہے۔ قرآن کو مخلوق کہنے والا کافر تو نہیں، البتہ گمراہ، بددین اور بدعتی ضرور ہے۔

"الحديقة الندية" میں ہے: "القائل بخلق القرآن ضال مبتدع لا كافر."

(الحديقه الندية ۱/ ۲۵۸ ، مكتبة الحقيقة، تركی)

ترجمہ: قرآن کو مخلوق کہنے والا گمراہ اور بدعتی ہے، کافر نہیں۔

شرح فقہ اکبر ص:۲۹، مطبوعہ بیروت میں بھی یہی تصریح ہے۔ **(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)**

عقیدہ(۸) – دنیا میں اللہ عزوجل سے کلامِ حقیقی غیر نبی کے لیے ممکن نہیں۔ جو کسی ولی کے لیے مانے اس پر کفر لازم ہے۔[1]

---

(۱)- قرآن کریم کا صاف اعلان ہے:

"وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ."

(قرآن مجید،سورۂ شوریٰ ، آیت: ۵۱: پارہ : ۲۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی آدمی سے کلام نہیں فرماتا مگر وحی کے طریقے پر یا پردے کے پیچھے سے یا پھر کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے۔

نوٹ: غیر نبی کے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ بذریعۂ وحی یا ارسال ملائکہ کے ذریعہ اس سے کلام فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا غیر نبی سے کلام نہ فرمانا چوں کہ نص صریح قرآن سے ثابت ہے، اس لیے غیر نبی یعنی کسی ولی ،امام یا پیر کے لیے (اس دنیا میں اللہ تعالیٰ سے) کلامِ حقیقی ماننا کفر ہوگا۔ جیسا کہ امام اہل سنت احمد رضا محدث بریلوی فرمایا ہے :

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ(۹)–انبیاو ملائکہ اور تمام ایمانیات کو ماننا جزوِ ایمان ہے ان میں جس کو نہ مانے کافر ہے۔جو کہے اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور ان کو ماننا محض خبط ہے وہ پکا شیطان، دشمنِ ایمان ہے۔ (۱)

---

(۱)- یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ ،انبیا ،ملائکہ، کتب الٰہیہ (قرآن، توریت، انجیل، زبور)، قیامت، تقدیر اور حشر و نشر وغیرہ کو ماننا، یہ تمام باتیں ایمان میں داخل ہیں۔اور ان تمام چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔اللہ و رسول کو ماننا اور ملائکہ،قیامت، تقدیر اور حشر کو نہ ماننا یہ کفر ہے۔

مشہور ''حدیث جبرئیل'' اور ''مشکوۃ شریف'' کی پہلی حدیث ہے:

فأخبرنی عن الإيمان ، قال : أن تومن بالله و ملائكته و كتبه و رسله واليوم الآخر و تومن بالقدر خيره و شره.''

(مشکوٰۃ المصابیح،کتاب الایمان، ۱/ ۲۱،دار الکتب العلمیہ ،بیروت)

ترجمہ: حضرت جبریل امین نے ایمان کے بارے میں بتایا اور فرمایا ''ایمان یہ ہے کہ تم اللہ،اس کے رسولوں،اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں کو صدق دل سے مانو۔قیامت کے دن اور تقدیر کے اچھے یا برے ہونے پر یقین رکھو۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ نے ''فقہ اکبر'' کے شروع میں ہی لکھا ہے:

''يجب أن يقول امنت بالله و ملائكتہٖ و كتبه و رسله واليوم الآخر والقدر.''

(شرح فقه اکبر ص:۲۷،دار الکتب العلمية بيروت)

ترجمہ: ایمان کے لیے ضروری ہے کہ بندہ صدق دل سے کہے کہ ''میں ایمان لایا اللہ عزوجل اور اس کے رسولوں اور کتابوں پر۔اور میں ایمان لایا یوم آخرت (قیامت) اور تقدیر پر۔

(از:طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ (۱۰)-نماز بے خیال تعظیم و اجلال حضور محبوب ذی الجلال ﷺ تمام نہیں ہوتی۔ التحیات میں عرضِ سلام و تشہد درود اسی لیے واجب و مسنون ہوئے۔ جو کہے کہ نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانا اپنے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ اس خبیث نے کھلا کفر بکا اور اللہ کی ہزاروں لعنتوں کا مستحق ہوا۔ (۱)

(۱)- نماز ہم کو ملی ہے ترے وسیلے سے — وہ کیا نماز ہے جس میں تیرا خیال نہیں

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ الوالی "احیاء العلوم" میں فرماتے ہیں:

"وأحضر في قلبك النبي ﷺ و شخصه الكريم و قل: السلام عليك أيها النبي و رحمة الله و بركاته و ليصدق أملك في أنه يبلغه و يرد عليك ما هو أوفىٰ منه."

(احياء العلوم ۱/ ۱۰۷)

ترجمہ: نمازی نماز میں تشہد کے وقت حضور سید عالم ﷺ کی صورت مبارک کو حاضر کرے اور آپ کا تصور دل میں جما کر کہے: السلام عليك ايها النبي و رحمة الله و بركاته اور نمازی اس بات کا یقین رکھے کہ یہ سلام حضور کو پہنچتا ہے اور بہتر طریقے پر آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

"دُرِّ مختار" میں ہے: "و يقصد بألفاظ التشهد معانيها مرادة له على وجه الإنشاء كأنه يحيي الله و يسلم على نبيه الاخبار عن ذالك."

(در مختار مع رد المحتار ۲/ دار الكتب العلمية ، بيروت)

ترجمہ: نمازی تشہد کے الفاظ التحيات لله والصلوات .... سے بطور انشا ان کے معنیٰ مراد کا قصد کرے، گویا کہ نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیت پیش کرتا ہے اور اس کے نبی ﷺ پر سلام بھیجتا ہے، معنیِ اخبار (مثلاً معراج شریف کی نقل و حکایت کا قصد نہ کرے)

نوٹ: نماز میں حضور کی طرف خیال لے جانے سے متعلق یہ گستاخانہ عبارت "صراطِ مستقیم" کی ہے اور اس کے قائل مولوی اسماعیل دہلوی ہیں پوری عبارت اس طرح ہے:

"و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود است۔"

(صراطِ مستقيم ،ص: مكتبه سلفيه، ص:۸٦ لاهور)

(طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ(۱۱)-تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والثنا حیاتِ حقیقی دنیاوی جسمانی سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے۔ ان کی موت صرف ایک آن کو ہوتی ہے کہ نگاہ عوام سے چھپ جاتے ہیں۔ اپنے مزارات طیبہ میں نمازیں پڑھتے، کھانا تناول فرماتے، حج کو آتے، مجالس میں شریک ہوتے، جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے۔ جو کہے کہ **وہ مر کر مٹی میں مل گئے**۔ خبیث بد دین ہے اور خصوصًا خود حضور اقدس ﷺ پر اس کا افترا کرے کہ حضور نے فرمایا: **میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں**— اس نے رسول اللہ ﷺ پر افترا کر کے اور زیادہ لعنتِ الٰہی کا حصہ لیا۔[۱]

---

(۱)- مشہور حدیث پاک ہے:

"إن الله حرم على الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء ."

(سنن ابی داؤد ،ص:٢٦٦ دار احیاء التراث العربی، بیروت/ المستدرك للحاكم ١/ ٥٦٩، دار المعرفة لبنان/ جامع الأصول ٩/ ٢٢٥،دار الكتب العلميه،بيروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کو حرام فرما دیا ہے (کہ وہ ان کے جسموں کو کھائے) یعنی انبیائے کرام زندہ ہیں۔

حضرت امام بیہقی اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہما نے انبیائے کرام علیہم التحیۃ والتسلیم کی دائمی زندگی پر مستقل رسائل تصنیف کیے ہیں۔ امام سیوطی کی کتاب "انباء الأذكياء فی حياة الأنبياء" کا اردو ترجمہ "حیات انبیا" کے نام سے احقر راقم الحروف نے کیا ہے۔ یہ کتاب دو سال پہلے منظر عام پر آچکی ہے۔ اسی "إنباء الأذكيا ء فی حياة الأنبياء" میں ہے:

"حياة النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فی قبره هو و سائر الانبياء معلومة عندنا لما قام من الأدلة فی ذالك و تواترت به الأخبار الدالة عليه."

(إنباء الأذكيا ء ،ص:٥،بركات رضا،پوربندر)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ اور تمام انبیائے کرام کی زندگی ہمیں قطعی طور پر معلوم ہے۔ کیوں کہ "حیات انبیا" کے سلسلے میں بہت ساری دلیلیں اور متواتر احادیث موجود ہیں۔

"مواہب اللدینہ" میں ہے:

"الأنبياء كالشهداء بل أفضل منهم والشهداء أحياء عندربهم يرزقون فلا يبعد أن يحجو ا و يصلوا."(المواهب اللدنية ٢/ ٦٩٥،بركات رضا ، پوربندر، گجرات)

ترجمہ: انبیائے کرام، شہدا کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہدائے کرام (بنصِّ قرآنی) زندہ ہیں اور رزق پاتے ہیں۔ لہذا انبیائے کرام بھی زندہ ہیں۔ تو اب ہمارا دعویٰ کہ "انبیائے کرام حج کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں" اس میں کوئی بُعد اور استحالہ نہیں۔

امام شیخ عبدالکریم جیلی شافعی تحریر فرماتے ہیں:

"فإذا كان الشهداء أحياء فما قولك فى سيد الشهداء صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقدمات مسموما شهيدا."

(جواهر البحار فى فضائل النبى المختار ١/ ٢٨٨،بركات رضا،پور پندر)

ترجمہ: جب شہدائے کرام زندہ ہیں تو پھر سید الشہدا حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟ زہر کے باعث آپ کا وصال شہادت پر واقع ہوا۔ (لہٰذا آپ شہید ہوئے اور دیگر شہدا کی طرح آپ ﷺ بھی حیاتِ ابدی کے ساتھ زندہ ہیں۔)

امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

"وهى حى فى قبره يصلى فيه بأذان وإقامة و كذالك الأنبياء."

(كشف الغمه ١/ ٦٧، دار الكتاب العربى، لبنان)

ترجمہ: ہمارے نبی ﷺ اور جملہ حضرات انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

غیر مقلدین کے مذہبی پیشوا قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

" أقول:حديث الأنبياء أحياء فى قبورهم صححه البيهقى و يؤيد ذالك ما ثبت أن الشهداء أحياء يرزقون فى قبورهم و هو ﷺ راس الشهداء."

(فتاوىٰ قاضى شوكانى ٢/ ٦٦٤،دار الجيل الجديد، بيروت)

ترجمہ: انبیائے کرام کا اپنی قبروں میں زندہ ہونے سے متعلق حدیث صحیح ہے۔امام بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔حیاتِ انبیا کی تائید و توثیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ شہدائے کرام کا زندہ ہونا اور قبروں میں انہیں رزق دیا جانا (یہ قرآن سے ثابت ہے) اور نبی کریم ﷺ تو شہیدوں کے سردار ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی لکھتے ہیں:

"هو ﷺ حی علی الدوام."

(الجواهر المنظم، ص:۲۳، ادارة اشاعة القرآن والسنة)

یعنی آپ ﷺ بطور دوام زندہ ہیں۔

شاہ عبد الحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:

"انبیاء را موت نبود و ایشاں حی و باقی اند و موت ہماں ست کہ یک بار چشیدہ اند، بعد ازاں ارواح را بابدانِ ایشاں اعادت کنند۔"

(تکمیل الایمان فارسی، ص:۴۲، مطبع مجیدی، کان پور)

ترجمہ: انبیائے کرام زندہ اور موجود ہیں۔ان کے لیے موت نہیں۔یہ حضرات (وعدۂ الٰہی :كل نفس ذائقة الموت) کے مطابق ایک بار موت کا مزہ چکھ لیتے ہیں۔بعد ازاں ان کی روحیں ان کے جسموں میں لوٹا دی جاتی ہیں۔

غرض کہ جملہ انبیا و مرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم کی دائمی زندگی کا مسئلہ اجماعی اور متفق علیہ ہے۔

اسماعیل دہلوی نے نبیِ اکرم ﷺ کو معاذ اللہ مردہ ثابت کرنے کے لیے حدیث گڑھی اور حضور ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھا.....

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ (۱۲) -عظمتِ الٰہیہ کے بعد انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی عظمت ہے تو بھائی، باپ، بادشاہ وغیرہ وغیرہ تمام جہان میں کسی کی عظمت، اُن کی عظمت کا پاسنگ بھی نہیں ہوسکتی۔ جو ناخلف اپنے باپ کو اپنا ایک بھائی سمجھے اور اس کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرے (وہ) بے ادب ناسعادت مند ہے۔ تو جو مردک حضرات انبیائے کرام اور خود حضور سید الانبیا، علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والثنا کو کہے کہ **"جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے"** وہ بے باک گستاخ شیطان کا بچّہ ہے۔ پھر محمد رسول اللہ ﷺ کا چھوٹا بھائی کیوں کر ہو سکتا ہے۔[1]

---

(۱)- یہ بات مولوی اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان"، ص:۴۲، مطبوعہ، راشد کمپنی، دیوبند" میں لکھی ہے۔ اسی مولوی اسماعیل دہلوی نے جملہ انبیائے کرام علیہ التحیۃ والسلام کو "اپنا بڑا بھائی" لکھ کر اپنے دل کا بخار اس طرح نکالا ہے۔

چناں چہ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"اولیا و انبیا، امام و امام زادہ، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، وہ سب انسان ہی ہیں **اور بندۂ عاجز اور ہمارے بھائی**، مگران کو اللہ نے بڑائی دی **وہ بڑے بھائی ہوئے**۔"

(تقویۃ الایمان ،ص:٤٢ ،راشد کمپنی ،دیوبند)

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ(۱۳) رسول اللہ ﷺ کو خدا کہنا کفر ہے[1] اور الوہیت، مستلزماتِ الوہیت (جن چیزوں سے خدا ہونا لازم آئے) سے نیچے جو کچھ فضیلت، مرتبہ، خوبی، بزرگی ہے، سب حضور کو شایان ہے۔ بشر وملک کسی کی تعریف کو حضور ﷺ کی تعریف سے کچھ نسبت نہیں۔ حضور کی تعریف جس قدر کثرت سے ہو، جاں کا سرور اور ایمان کا نور ہے۔ جو کہے کہ **ان کی تعریف وہی کرو جو بشر کی سی تعریف ہو بلکہ اس میں بھی کمی کرو** (وہ) گستاخ بے ادب ہے۔[2]

---

(۱)- کیوں کہ خدائے عزوجل کو مخلوق سے تشبیہ دینا کفر ہے اور ظاہر سی بات ہے جب تشبیہ دینا کفر ہوا تو کسی مخلوق کو عین خدا کہنا، بدرجۂ اولیٰ کفر ہوگا۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:

"من شبه الله بشئی من خلقه فقد كفر."

(شرح فقه اكبر، ص:۳۲، دار الكتب العلميه ،بيروت)

ترجمہ: جس نے اللہ کو مخلوق کے کسی وصف سے تشبیہ دی، وہ کافر ہے۔

(۲)- حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مقبول بارگاہ رسالت "قصیدہ بردہ شریف" میں لکھتے ہیں:

دع مـا ادعـته النصارىٰ فى نبـيهم

واحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم

ترجمہ: عیسائیوں نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم اور فضیلت و بزرگی میں جو غلو کیا (یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہہ دیا) تم اپنے نبی کی فضیلت و بڑائی میں اس قسم کے غلو سے پرہیز کرو۔ اور اس سے نیچے جس قدر بھی تعظیم و توقیر اور فضیلت و بزرگی ہے، سب اپنے نبی ﷺ کے لیے ثابت کرو اور اس پر مضبوطی سے قائم رہو۔

ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ افضل ترین مخلوق ہیں۔ آپ جملہ انبیا و مرسلین کے سردار اور پیشوا ہیں اور پوری کائنات کے سب سے افضل، اعلیٰ اور بہتر انسان ہیں۔ اس لیے

الوہیت اور مستلزماتِ الوہیت سے نیچے جو کچھ فضیلت، بزرگی، بڑائی اور خوبی ہے، سب ہمارے نبی کو زیبا اور آپ کے شایانِ ارفع کے لائق ہے۔

سید الملائکہ حضرت جبریل امیں ارشاد فرماتے ہیں:

"قلبت مشارق الأرض و مغاربها فلم أر رجلا أفضل من محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم."

(المواهب اللدينه،بركات رضا ، پوربندر،گجرات)

ترجمہ: میں نے زمین کے چپے چپے اور کائنات کے ذرے ذرے کو چھان ڈالا، لیکن محمد ﷺ سے افضل اور بہتر کسی کو نہ پایا۔

حضور سید عالم ﷺ کے فضائل و محاسن اور کمالات و خصوصیات کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لیے حضرت امام قاضی عیاض کی "كتاب الشفاء" امام سیوطی کی "خصائص الكبرىٰ" امام قسطلانی کی "مواهب اللدنيه" اور شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہم الرحمہ کی مایۂ ناز تصنیف "جواهر البحار فی فضائل المختار" کا مطالعہ کریں۔ انشاء اللہ دلوں میں عظمتِ رسول کا چراغ روشن ہو جائے گا۔

اس قول کے قائل مولوی اسماعیل دہلوی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو اں میں بھی اختصار (کمی) ہی کرو۔"

(تقوية الإيمان ، ص:۱۳۳ ،جامعه سلفيه ،بنارس)

(از: محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

*****

عقیدہ(۱۴)- انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اذن (اجازت) دیا ہے کہ تمام آسمان زمینوں کی بادشاہی میں تصرف فرمائیں۔ خصوصًا حضور پر نور سید عالم ﷺ تو اللہ عزوجل کے خلیفۂ اعظم وماذونِ (اجازت یافتہ) مطلق ہیں، ان کے حکم سے ان کے غلام دنیا میں تصرفات کرتے ہیں۔ جو کہے "**جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں**" وہ دل کا اندھا باطن کا گندہ ہے۔ [1]

---

(۱)- **اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ**

نبی کریم ﷺ کی قدرت اور اختیار وتصرف کے بے شمار دلائل وشواہد موجود ہیں۔

ربیعہ ابن کعب سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کے لیے وضو کا پانی اور ضرورت کی چیزیں حاضر کیا کرتا۔ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا: سل یا ربیعة! اے ربیعہ، جو کچھ مجھ سے مانگنا ہے، مانگ لے۔ میں نے کہا: حضور میں جنت میں آپ کی رفاقت (ہم نشینی) مانگتا ہوں۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: اور کچھ، میں نے کہا: حضور بس یہی میرے لیے کافی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے۔

(صحیح مسلم شریف، کتاب الصلوٰۃ، ۱/ ۱۹۳، مجلس برکات، مبارک پور)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ویؤ خذ من إطلاقه علیه السلام الأمر بالسوال أن الله تعالیٰ مکّنه من إعطاء کل ما أراد من خزائن الحق."

(مرقات شرح مشکوٰۃ ٤/ ٥٦٧، دار الکتب العلمیه، بیروت)

ترجمہ: حضور ﷺ نے حضرت ربیعہ سے مطلق فرمایا: جو مانگنا ہے، مانگ لے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسولِ پاک ﷺ کو اپنے تمام خزانوں پر قدرت واختیار دی ہے، آپ جسے چاہیں عطا کریں۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی ارشاد فرماتے ہیں:

"وأنه خليفة الله الذى جعل خزائن كرمه و موائد نعمه طوع يديه و تحت ارادته يعطى منها من يشاء و يمنع من يشاء."

(الجوهر المنظم،ص:۴۲، اداره مركز اشاعت قرآن و سنت ،لاهور،پاكستان)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ، اللہ تعالیٰ کے نائب و خلیفہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم و بخشش کا خزانہ اور اپنی نعمت کا دسترخوان آپ کے تصرف و اختیار میں دے دیا ہے۔ تو حضور جسے چاہتے ہیں خزانۂ الٰہی سے عطا کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں روک دیتے ہیں۔

حدیث پاک ہے:

"إنما أنا قاسم والله يعطى."

(بخارى شريف ،كتاب العلم،ص:۳۰، دار الكتاب العربى ،بيروت)

ترجمہ: میں خزانۂ الٰہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔

اس حدیثِ پاک میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختارِ کل بنایا ہے اور اپنے کرم و بخشش کا خزانہ آپ کے تصرف و اختیار میں دے دیا ہے۔

مصنّفِ کتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے صحیح فرمایا ہے:

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشی رحمت کا قلم دان گیا

نوٹ: "جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مختار نہیں" اس قول کے قائل مولوی اسماعیل دہلوی ہیں، دیکھیے: تقویۃ الایمان، ص:۲۸، راشد کمپنی، دیوبند

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ (۱۵)-عالَم میں انبیا، اولیا کا تصرف حیاتِ دنیوی میں اور بعد وصال بھی بعطائے الٰہی جاری ہے، قیامت تک ان کا دریائے فیض موج زن رہے گا۔ اللہ عزوجل کی عطا سے ان کو یہ قدرت ماننا ہرگز شرک نہیں ہو سکتا۔ جو کہے کہ "**خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہے**۔" وہ مسلمانوں کو مشرک کہہ کر خود مشرک بنا اور احادیث وفقہ کے رو سے اس پر کفر عائد ہو۔[1]

---

(۱)-عارف باللہ امام عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

"كان سيدى محمد بن أحمد فرغل يقول: **أنا من المتصرفين في قبورهم فمن كان له حاجة فليأت إلى قبلة وجهي ويذكرها أقضها.**"

(لواقح الأنوار في طبقات الأخيار ٢/ ١٠٥، مصطفىٰ البابى، مصر)

ترجمہ: سیدی محمد بن احمد فرغل فرمایا کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنی قبروں میں تصرف کرتے ہیں۔ تو جسے کوئی حاجت در پیش ہو وہ میری قبر کے پاس آکر اپنی حاجت بتائے، میں اس کی حاجت پوری کروں گا۔

حضرت ملا علی قاری ارشاد فرماتے ہیں:

"قيل إذا تحيرتم في الأمور فاستعينوا بأهل القبور."

(مرقاة شرح مشكوٰة ٤/ ٢٢١ دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ جب تم دنیوی معاملات میں حیران و پریشان ہو جاؤ تو قبر والوں (اولیائے کرام و بزرگان دین) سے مدد طلب کرو۔

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں:

"مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم گویند کہ **تصرف بعضے اولیا در عالم برزخ دائم و باقی است** و توسل و استمداد بارواح مقدسۂ ایشاں ثابت و موثر............یکے از مشائخ گفتہ است کہ **چہار کس از اولیا را دیدم کہ در قبر خود تصرف می کنند مثل تصرف ایشاں در حالتِ حیات یا بیشتر** ازاں جملہ شیخ معروف کرخی و شیخ عبد القادر جیلانی۔"

(تكميل الايمان فارسی، ٤٣، ٤٤ مطبع مجيدی، كانپور)

ترجمہ: مشائخِ صوفیہ فرماتے ہیں کہ بعض اولیائے کرام کا تصرف عالمِ برزخ میں بھی باقی و جاری ہے اور ان اولیائے کرام کی ارواحِ مقدسہ سے توسّل و استمداد ثابت اور موثر ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ میں نے چار اولیائے کرام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبروں میں دنیا سے زیادہ تصرف فرماتے ہیں۔ ان چار بزرگوں میں سے ایک حضرت شیخ معروف کرخی اور دوسرے غوثِ پاک شیخ عبد القادر جیلانی ہیں۔

نوٹ: اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے تصرفات و اختیارات سے متعلق علما و محدثین کے اقوال آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب لگے ہاتھوں مولوی اسماعیل دہلوی کا نظریہ بھی ملاحظہ کریں۔ اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ہے۔"

(تقویۃ الایمان، ص:۲۲، ادارہ بحوثِ اسلامیہ، جامعہ سلفیہ، بنارس)

فائدہ: اکفار و تکفیر جانبین میں سے کسی ایک کی طرف لوٹتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو کافر کہا اور وہ دوسرا شخص حقیقت میں کافر ہے تو فبہا، ورنہ یہ کفر خود کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا اور دوسرے کو کافر کہنے والا شخص خود کافر ہو جائے گا۔

مسلم شریف کی حدیث ہے: "إذا أكفر الرجل أخاه فقد باء بها أحدهما."

(مسلم شریف، مقدمہ)

ترجمہ: جب ایک آدمی اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو وہ کفر دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی ہیتمی "الاعلام بقواطع الاسلام" میں لکھتے ہیں:

"و لو قال لمسلم يا كافر بلا تاويل كفر لانه سمى الاسلام كفرا."

(إعلام بقواطع الإسلام، ص:۳، مكتبة الحقيقته، تركى)

ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان کو بلا تاویل و توجیہ کافر کہے وہ خود کافر ہے، کیوں کہ اس نے اسلام کو کفر کا نام دے دیا۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ(۱۶)-انبیا و اولیا علیہم الصلوٰت والثنا کو واسطۂ فیضِ الٰہی جان کر ان سے استمداد و استعانت اور وقتِ حاجت بہ نیتِ توسل انہیں ندا کرنا(یعنی) یارسول اللہ یاعلی یاحسین یاشیخ عبد القادر الجیلانی کہنا ضرور جائز وروا ہے۔ جو کہے کہ" **جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو وہ اور بوجہل شرک میں برابر ہے** " یہ کہنے والا اور ابو لہب، عداوتِ محبوبِ خدا وایذائے بندگانِ خدا میں برابر ہے۔[1]

---

(۱)-امام تقی الدین ابوالحسن علی سبکی لکھتے ہیں:

"إعلم أنه يجوز و يحسن التوسل والاستغاثة والتشفع بالنبى صلى الله عليه وسلم إلى ربه سبحانه و جواز ذالك من الأمور المعلومة من فعل الأنبياء والمرسلين و سير السلف الصالحين والعلماء والعوام من المسلمين و لم ينكر ذالك أحد من أهل الأديان و لا سمع به فى زمن من الأزمان حتىٰ جاء ابن تيمية فتكلم فيه."

(شفاء السقام ،ص:۱۳۳ ،مكتبة الحقيقة ،تركى)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سے توسل، استمداد اور استغاثہ اور بارگاہِ الٰہی میں آپ کو شفیع بنانا جائز اور امرِ مستحسن ہے۔ ان امور کا جائز ہونا معلوم و مشہور ہے۔ انبیائے کرام، سلف صالحین، علمائے اسلام اور عوام مسلمین کے فعل و عمل سے ان کا جواز ثابت ہے۔ توسل و استعانت کا نہ کسی نے انکار کیا اور نہ اب تک کسی سے اس کا انکار سنا گیا۔ ابن تیمیہ نے سب سے پہلے اس مسئلے میں کلام کیا۔

علامہ ابن حجر مکی ھیتمی فرماتے ہیں:

"الاستغاثة والتوسل به صلى الله عليه وسلم حسن فى كل حال قبل خلقه و بعد خلقه فى الدنيا والآخرة والمستغاث به فى الحقيقة هو الله تعالىٰ والنبى صلى الله عليه وسلم واسطة بينه و بين المستغيث."

(الجوهر المنظم ،ص:۶۱،۶۲،اداره اشاعت قرآن و سنت ،لاهور)

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ سے استمداد و توسل ہر حال میں جائز ہے۔ ولادت سے پہلے اور بعد وفات بھی۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ حقیقی استعانت اور حقیقی مستعان و مستغاث اللہ

تعالیٰ ہے۔ حضور ﷺ خدا اور مخلوق (استعانت کرنے والا) کے درمیان رابطہ وواسطہ ہیں۔

فائدہ: ڈاکٹر سید محمود صبیح مصری نے مذاہب اربعہ کے تقریباً پچاس مشہور ائمہ ومشائخ، فقہا وعلما کے نام بتائے ہیں جنہوں نے توسّل واستعانت کو جائز لکھا ہے۔

تفصیلی معلومات کے لیے سید محمود صبیح کی کتاب "أخطاء ابن تیمیه فی حق رسول الله واهل بیته" کا مطالعہ فرمائیں۔

نوٹ: دلچسپ بات یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان۔ ص:۱۷، مطبوعہ جامعہ سلفیہ، بنارس" میں انبیائے کرام علیہم الصلوات والثنا اور اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے استمداد و توسل کو شرک لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں (یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئًا لله) یعنی اے شیخ عبد القادر دو تم اللہ کے واسطے، یہ لفظ نہ کہنا چاہیے۔ ہاں اگر یوں کہے کہ "یا اللہ کچھ دے شیخ عبد القادر کے واسطے سے تو بجا ہے۔" (تقویۃ الایمان، ص:۱۱۹، جامعہ سلفیہ، بنارس)

ہم اہل سنت و جماعت استمداد و توسّل کے ساتھ بزرگانِ دین کو ندا کرتے ہیں تو ہمارا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اے اللہ! فلاں بزرگ یا فلاں ولی کے وسیلے سے ہماری حاجت پوری فرما۔ معاذ اللہ! ہم اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کو خدا سمجھ کر نہیں پکارتے اور نہ ہی خدا سمجھ کر ان سے توسّل و استمداد کرتے ہیں۔

اسماعیل دہلوی نے توسّل واستمداد اور ندا کی جس صورت کو بجا یعنی جائز کہا ہے۔ ہم اہل سنت اسی صورت پر عمل پیرا ہیں۔ ع: مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی یہی بات لکھی ہے اور اس طریقے سے توسل کو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"توسّل کی تیسری تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اس مقبول مخلوق کی برکت سے، اس کو جمہور نے جائز رکھا ہے اور ابن تیمیہ اور ان کے متبعین نے منع کیا ہے۔"

(مسئله تکفیر، ص:۱۷۰، نعیمیه بك ڈپو، دیوبند)

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ(۱۷) وہ علوم کہ تعلیماتِ شریعت واحکامِ ملت ہیں (اور) انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے ملتے ہیں (وہ) قطعًا یقینًا ہر طرح تحقیقی ہیں۔ جو ”ان کو تقلیدی علم اور بے وساطتِ انبیا علومِ شرعیہ ملنا (جائز) ٹھہرا کر ان ساختہ جہالتوں کو تحقیقی علم کہے“ خبیث دجال ہے۔

عقیدہ(۱۸) جو شخص انبیا و اولیا کے پکارنے پر شرک ثابت کرنے کو کہے کہ ” **اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ ونقصان نہیں پہنچا سکتے، محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجیے** “ اس ناکارہ ابلیس کا رہ نے انبیاء اللہ کو ناکارے لوگ کہہ کر ان کی شان میں گستاخی کی۔

عقیدہ(۱۹) جو اس دعویٰ کے لیے یہ مثال دے کہ ” **جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کو تو کا کیا ذکر ہے** “ اس نے رسول اللہ ﷺ وسائر (بقیہ تمام) انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو ایسے ناپاک ملعون الفاظ کہہ کر اللہ ورسول کو ایذا دی اور دونوں جہان میں خدا کی لعنت کا مستحق ہوا۔ (۱)

---

(۱)-مولوی اسماعیل دہلوی نے انبیا و اولیا کے پکارنے والوں پر شرک کا حکم لگایا ہے اور اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے یہ بھونڈی مثال دی ہے۔ دیکھیے: اسماعیل دہلوی کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ ص:۴۱، ادارہ بحوثِ اسلامی جامعہ سلفیہ، بنارس۔

خود کو مسلمان کہنا اور حضور نبیِ اکرم ﷺ و دیگر انبیاے کرام کی شانِ ارفع میں معاذ اللہ! ”چوہڑے چمار“ جیسے نازیبا کلمات استعمال کرنا، گستاخی وگم راہی کی انتہا ہے۔

توہینِ انبیا علیہم السلام کا شرعی حکم:

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''کتاب الخراج''میں ارشاد فرماتے ہیں:

"أيما رجل مسلم سب رسول الله ﷺ أو كذبه أو عابه أو تنقصه فقد كفر بالله و بانت منه ز وجته. "(كتاب الخراج، ص:١٩٩، المكتبة الأزهرية،مصر)

ترجمہ: جو مسلمان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کو جھٹلائے ، عیب جوئی کرے یا آپ کی شان گھٹائے وہ کافر ہے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

''کتاب الشفا''میں ہے:

"من شتم الأنبياء أو أحدمنهم أو تنقصه قتل ولم يستتب."

(كتاب الشفاء،٢/ ٣٠٢:بركات رضا،پور بندر)

ترجمہ: جو شخص تمام انبیائے کرام یا کسی ایک نبی کو گالی دے یا ان کی شان گھٹائے، اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی طرح اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی قابل تعظیم اور لائق احترام ہیں۔

حدیث قدسی ہے:

من عادىٰ لی وليا فقد آذنته بالحرب.

ترجمہ: جو میرے ولی سے عداوت رکھے وہ مجھ سے جنگ کے لیے تیار رہے۔

اس سے اولیائے کرام کی عظمت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ(۲۰)-جو غیر نبی کو احکام شرعیہ کی وحی آنا مانے بڑے دجال کا چھوٹا بھائی ہے۔

عقیدہ(۲۱)-جو غیر نبی کو مثل انبیا معصوم جانے (وہ) خبیث رافضی ہے۔[۱]

---

(۱)- **انبیاے کرام وملائکہ عظام علیہم السلام معصوم ہیں:**
اہل سنت وجماعت کے نزدیک "معصوم" صرف انبیائے کرام وملائکہ عظام ہیں۔ان کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔قرآن وحدیث اور کتب عقائد وکلام میں انبیائے کرام وملائکہ عظام کی "عصمت" یعنی ان کے معصوم ہونے پر کثیر دلائل وشواہد موجود ہیں۔غیر نبی کو معصوم کہنا یہ رافضی (شیعہ) کا مذہب ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:
"العدالة شرط الإمامة لا العصمة خلافا للشيعة."

(تحفۂ اثنا عشریہ عربی ،ص:۱۲۰ مکتبة الحقيقة،ترکی)

ترجمہ: امامت کے لیے عدالت شرط ہے عصمت (معصوم ہونا) شرط نہیں۔لیکن شیعہ کا اس میں اختلاف ہے۔
(شیعہ حضرات امامت کے لیے عصمت کو شرط مانتے ہیں اور ائمہ کو معصوم گردانتے ہیں)
"شرح فقہ اکبر" میں ہے:
"الأنبياء كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر و الكفر والقبائح."

(شرح فقہ اکبر ۹۹،۱۰۰،دار الکتب العلمية ،بیروت)

ترجمہ: تمام انبیائے کرام گناہِ صغیرہ وکبیرہ، کفر اور بری باتوں سے پاک اور معصوم ہیں۔
"شرح مواقف" میں ہے:
"أجمع أهل الملل والشرائع كلها على وجوب عصمتهم."

(شرح مواقف ٤/ ۲۸۸،جزء :۸،دار الکتب العلمية بیروت)

ترجمہ: تمام ادیان و مذاہب کے ماننے والے انبیائے کرام کی عصمت (معصوم ہونے) پر متفق ہیں۔

امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

"الأنبياء عليهم الصلوة والسلام كلهم معصومون لايصدر عنهم ذنب و لو صغيرة سهوا."

(اليواقيت والجواهر ،ص: ٢٣١،دار الكتب العلمية ،بيروت)

ترجمہ: تمام انبیائے کرام معصوم ہیں۔ ان سے گناہ صادر نہیں ہوتا ،اگر چہ گناہِ صغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔(نہ قصداً) نہ سہواً۔

امام تقی الدین ابوالحسن علی سبکی لکھتے ہیں:

"المختار أنهم معصومون من الكبائر و الصغائر."

(شفاء السقام فی زيارة خير الأنام ،ص:١٩٥، مكتبة الحقيقة ،تركی)

ترجمہ: مذہب مختار یہی ہے کہ انبیائے کرام گناہِ صغیرہ وکبیرہ سے منزہ اور معصوم ہیں۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ(۲۲) غیر نبی کو احکامِ شرعیہ جزئیہ خواہ کلیہ بے وساطتِ نبی پہنچنا محال ہے جو اس کا دعویٰ کرے اس پر کفر لازم ہے۔ جو کسی غیر نبی کو انبیا کا ہم استاذ اور من وجہ انہیں تقلیدِ انبیا سے آزاد کہے(وہ) بددین، ضال، گمراہ ہے اور اس پر کفر لازم ہے۔ [1]

---

(۱)- احکام شرعیہ جزئیہ و کلیہ انبیائے کرام کو"وحیِ نبوت" کے ذریعے پہنچتے ہیں اور وحیِ نبوت انبیائے کرام کے ساتھ خاص ہیں۔ غیر نبی مثلاً ولی یا عالم، فقیہ، یا عام آدمی کے پاس وحی کا آنا محال ہے۔ غیر نبی اگر وحی کا دعویٰ کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

"کتاب الشفا" میں ہے:

"من أدعى منهم أنه يوحىٰ إليه و إن لم يدعي النبوة .....هو كافر مكذب للنبي ﷺ ." (كتاب الشفاء،۲/ ۲۵۸،بركات رضا،پور بندر، گجرات)

ترجمہ: جو شخص اپنے پاس نزول وحی کا دعویٰ کرے، اگر چہ نبوت کا دعوے دار نہ ہو، وہ کافر ہے اور نبی کریم ﷺ کو جھٹلانے والا ہے۔

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"جمیع علومِ ارضی و سماوی و کمالاتِ علمی و عملی بوساطت انبیاء بہ خلق رسیدہ است۔"

(تكميل الايمان، فارسی، ص:۳۸، مطبع مجيدی، كان پور)

ترجمہ: زمین و آسمان کے تمام علوم اور ہر طرح کے علمی و عملی کمالات مخلوق کو انبیائے کرام کے واسطے سے ملتے ہیں۔

تو جب علوم و فنون اور علمی و عملی کمالات بے وساطتِ انبیا مخلوق تک پہنچنا ناممکن ہے تو پھر بے وساطتِ انبیا احکامِ شرعیہ کا مخلوق تک پہنچنا کیوں کر ممکن ہوگا؟

ہاں! بعض اوقات ولی کے دل میں سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے، اسے الہام کہتے ہیں۔ یہ دوسری چیز ہے، اسے وحی کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ الہام حق ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب اور صالح بندوں کے دلوں میں غیب کی باتیں ڈال دیتا ہے، اسی کو الہام کہتے ہیں۔

حضرت ملا علی قاری کے بقول:

الإلهام و هو علم حق يقذفه الله من الغيب فى قلوب عبادة.

(مرقاة شرح مشكوٰة، ۱/ ٤٤٥، دار الكتب العلمية، بيروت)

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ(۲۳) رسول اللہ ﷺ کا علم تمام جہان کے علم سے وسیع تر ہے، جو کہے کہ **شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے** وہ کافر مرتد ہے۔ (۱)

عقیدہ(۲۴) جس وصف کا اثبات مخلوق میں کسی ایک فرد کے لیے شرعاً شرک ہو، وہ تمام مخلوق میں جس کے لیے ثابت کیا جائے شرک ہوگا کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہوسکتا۔ تو جو شخص ”زمین کا علم محیط نبی ﷺ کے لیے ماننے کو شرک بتائے اور کہے شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصّہ ہے“ پھر اپنے منہ اسی علم کو ابلیس کے لیے ثابت مانے۔ وہ خود اپنے اقرار سے مشرک ہے اور ابلیس لعین کا پوجنے والا۔ (۲)

---

(۱)- **نبیِ کریم ﷺ کے علوم کی وسعت:**

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

فان من جودك الدنيا وضرتهاومن علومك علم اللوح والقلم.

ترجمہ: دنیا و آخرت آپ کے دریائے سخاوت کے چند قطرے اور لوح و قلم کا علم آپ ﷺ کے علم و حکمت کا ایک حصہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی وسعتِ علم کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگائیں۔

”قال رسول الله ﷺ:رأيت ربي في أحسن صورة، قال: فيم يختصم الملأ الأعلىٰ ؟ قلت: أنت أعلم ، قال: فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثدى فعلمت ما فى السمٰوات والأرض.“(مشکوۃ المصابیح،باب المساجد،ص:٦٩، ٧٠،مجلس برکات،مبارکپور)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو سب سے بہتر تجلی میں دیکھا۔ رب نے فرمایا: فرشتے کسی چیز میں بحث کرتے ہیں؟

میں نے عرض کیا، میرے مولیٰ! تو سب سے بہتر جاننے والا ہے۔ پس میرے رب نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ تو میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے:

"قام فینا النبی ﷺ مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل أهل الجنة منازلهم و أهل النار منازلهم."

(بخاری شریف، کتاب بدء الوحی ۱/ ۴۵۳، مجلس برکات، مبارکپور)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار ہمارے درمیان نبی کریم ﷺ ممبر پر رونق افروز ہوئے اور ابتدائے آفرینش سے لے قیامت تک کی باتوں کی ہمیں خبر دی، یہاں تک کہ جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں۔

یہ ہے ہمارے نبی ﷺ فداہ ابی وامی کے علم پاک کی وسعت!

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں:

"وفیه دلالة علیٰ أنه أخبر فی المجلس الواحد بجمیع أحوال المخلوقات من ابتداءها إلیٰ انتهاءها، و في إیراد ذالك كله في مجلس واحد أمر عظیم من خوارق العادة ، و كیف ؟ و قد أعطی جوامع الكلم مع ذالك."

(عمدة القاری شرح البخاری ۱۵/ ۱۱۰، دار الکتب العلمیه، بیروت)

ترجمہ: یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مجلس میں ساری مخلوقات کے تمام حالات بیان کر دیے، ابتدا سے انتہا تک۔ اور ایک مجلس میں تمام حالات کا بیان کر دینا یہ آپ ﷺ کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو؟ آپ صاحبِ معجزہ ہونے کے ساتھ جوامع الکلم بھی ہیں۔

"امام علی بن محمد خازن شافعی" آیت کریمہ "خلق الانسان وعلمه البیان" کے تحت لکھتے ہیں:

و قیل: أراد بالإنسان محمد ﷺ ،علمه البيان يعني بيان ما كان و ما يكون لأنه ﷺ ينبئ عن خبر الأولين والآخرين و عن علوم الدين.

(تفسير خازن ٤/ ٢٢٥،دار الكتب العلمية بيروت)

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ یہاں آیت میں انسان سے مراد جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔اور تعلیم بیان کا مطلب "ماکان و مایکون کا علم" ہے۔(یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ماکان و مایکون کا علم دیا) کیوں کہ آپ ﷺ اولین و آخرین اور دین کے علوم کی خبر دیتے ہیں۔

اس لیے تو ہمارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا۔أنا مدينة العلم یعنی میں علم کا شہر ہوں۔تو جو علم کا شہر ہو یقیناً ان کا علم تمام جہان کے علم سے وسیع ہوگا۔اور ہمارے نبی ﷺ کا علم پاک تمام جہان کے علم سے وسیع تر ہے۔جیسا کہ ابھی تفصیلی دلائل سے معلوم ہوا۔

نوٹ: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے شیطان و ملک الموت کی وسعتِ علم کو نص (قرآن) سے ثابت مانا ہے اور جناب فخرِ دوعالم ﷺ کی وسعتِ علم کا یہ سوال کرکے انکار کیا ہے کہ "فخرِ دوعالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے؟" دیکھیے: "براہینِ قاطعہ،ص:۵۵،کتب خانہ امدادیہ،دیوبند"۔

حیرت ہوتی ہے انبیٹھوی صاحب کی موٹی عقل پر کہ جب زمین کا علم محیط (وسیع علم) معلم کائنات جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے ماننا شرک ہوا تو لا محالہ اسے شیطان اور ملک الموت کے لیے ماننا بھی شرک ہوگا۔کیوں کہ شرک کہتے ہیں "اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی غیر کو شریک کرنا" تو بھلا ایک ہی چیز کا ثبوت پیغمبرِ آخر الزمان ﷺ کے حق میں "شرک" اور شیطان و ملک الموت کے حق میں "عین ایمان" کیسے ہوجائے گا؟

امتی ہو کر اپنے نبی کے ساتھ یہ بخیلی اور ناروا سلوک؟ — بریں عقل و دانش بباید گریست

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ(۲۵)-خاتم النبیین کے قطعًا یہی معنٰی کہ سب انبیا سے پچھلے یعنی ان کی بعثت کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ خود رسول اللہ ﷺ نے خاتم النبیین کے یہی معنٰی بیان فرمائے اور یہی تمام مسلمانوں کے ذہن و اعتقاد میں ہیں اور اس میں حضور اقدس ﷺ کی بڑی اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے۔ جو "اس معنٰی کو خیالِ عوام بتائے اور ان میں فضیلت نہ مانے اور مقام مدح میں ذکر کے لائق نہ جانے "یقینًا کافر مرتد ہے۔ (۱)

---

(۱)- **ختمِ نبوت کا ثبوت:**

آیت کریمہ "ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" کہ محمد (ﷺ) تم میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

یہ آیت کریمہ ہمارے نبی ﷺ کے "خاتم النبیین" ہونے پر قطعی الثبوت اور واضح الدلالت ہے۔ اس میں کسی تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں۔ قرآن کے علاوہ احادیث طیبہ سے بھی آپ کا "خاتم النبیین" ہونا ثابت ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے:

"أناخاتم النبين."

(بخاری شریف، کتاب المناقب، حدیث ۳۵ ۳۵، ص:۷۲۰، دار الکتاب العربی، بیروت)

ترجمہ: میں سب سے آخری نبی ہوں۔

مشکوۃ ۲/ ۳٥٤، دار الکتب العلمیہ بیروت میں حدیث نقل کی گئی ہے کہ:

"ختم بی النبیو ن"

یعنی میرے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

ترمذی و مسلم شریف کی حدیث ہے:

"أنا العاقب ليس بعده نبی."

(مسلم شریف، کتاب الفضائل، حدیث :٦١٠٥، دارالکتاب العربی، بیروت/ جامع الترمذی کتاب الاداب، حدیث:۲۸٤۰، دارا حیاء التراث ا لعربی، بیروت.)

ترجمہ: میں سب سے آخر میں آنے والا نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

"انا خاتم النبین و لا فخر."

(جامع الصغیر مع فیض القدیر ۳/ ۵٦،دار الکتب العلمیة، بیروت.)

یعنی میں آخری نبی ہوں، لیکن اس پر فخر نہیں کرتا۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"من ادعیٰ نبوة أحد مع نبینا ﷺ أوبعده ....فهو کافر مکذب للنبی ﷺ لأنه أخبر ﷺ أنه خاتم النبین و أخبر عن الله تعالیٰ أنه خاتم النبین......و أجمعت الأمة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وأن مفهوم المراد به ،دون تاویل و تخصیص فلا شك فی کفره. "

(کتاب الشفا ۲/ ۲۵۸،برکات رضا،پوربندر، گجرات)

ترجمہ: جو شخص ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے،وہ کافر ہے اور حضور کو جھٹلانے والا ہے۔کیوں کہ خود نبی اکرم ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ "وہ آخری نبی ہیں،آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا" اسی طرح اللہ عزوجل نے اپنی کتاب قرآن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا اعلان کیا ہے۔نیز علمائے امت کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ آیت کریمہ "وخاتم النبیین" اپنے ظاہری معنیٰ پر محمول ہے،اس میں کسی تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں۔

لہذا حضور کو آخری نبی نہ ماننے والا کافر ہے اور اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔

یہ تو امام قاضی عیاض اندلسی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ تھا۔اب عہدِ اورنگ زیب عالم گیر کے حنفی علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ سماعت فرمائیں کہ حضور ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا کافر ہے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"إذا لم یعرف الرجل أن محمدا ﷺ آخر الأنبیاء فلیس بمسلم."

(فتاویٰ عالم گیری ۲/ ۲٦۳، زکریا بك ڈپو، دیوبند)

ترجمہ: جو شخص جناب محمد ﷺ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے، مسلمان نہیں۔

غیر مقلدین کے مذہبی پیشوا تقی الدین ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"لا بد في الإيمان بأن محمدا رسول الله ﷺ خاتم النبين."

(الفرقان بين أولياء الرحمٰن ، ص:٤٣، مكتبه عصرية ، بيروت)

ترجمہ: اللہ کے رسول محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔

امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ ارقام فرماتے ہیں:

"إعلم أن الإجماع منعقد على أنه ﷺ خاتم النبين."

(اليواقيت والجواهر ،ص:٢٧٩، دار الكتب العلمية، بيروت)

ترجمہ: حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر علمائے امت کا اجماع ہے۔

نوٹ: اللہ کے رسول ﷺ اور جمہور علمائے امت نے آیت کریمہ "خاتم النبيين" کا معنیٰ "آخری نبی" بتایا ہے۔ لیکن مولوی قاسم نانوتوی پہلا شخص ہے جس نے خاتم النبیین بمعنیٰ آخری نبی کا انکار کیا ہے اور خاتم النبیین سے "آخری نبی" کا معنیٰ مراد لینے کو "عوام کا خیال" بتایا ہے۔

نانوتوی کی پوری عبارت "تحذیر الناس" میں اس طرح ہے:

"سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں و لكن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و خاتم النبيين فرمانا، اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں! اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ "(تحذير الناس، ص:٣، كتب خانه امداديه ، ديوبند)

موضوع کی مناسبت سے یہاں مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کا ایک اہم اقتباس نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں "بعض علمائے دیوبند کو خان بریلوی (امام احمد رضا خان بریلوی) یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو "خاتم النبیین" نہیں جانتے.........لہذا وہ کافر ہیں۔ تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ خان صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے، جو ایسا کہے وہ کافر ہے، مرتد ہے۔ (اشد العذاب)

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆

عقیدہ (۲۶)-ختم نبوت نے بلا شبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں یا قیامت تک حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا دروازہ قطعًا بند کر دیا۔ اسے مسلمانوں کا ایک ایک بچہ جانتا ہے اور یہ نہ ہو گا مگر جب کہ کوئی دوسرا نبی ہونا ختم نبوت کا صریح منافی و مخالف ہو کہ منافی نہ ہو تو ختم نبوت سے اس کا ردو انکار کیوں کر صحیح ہو گا؟ تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ بعثت حضور اقدس کے بعد دوسرا نبی ہونا ضرور ختم نبوت کا منافی سمجھے اور بر تقدیرِ وقوع منافیِ شے کا باقی رہنا اور اس میں فرق نہ ماننا محال۔ کوئی عاقل تو عاقل کوئی پکا مجنون بھی نہ کہے گا۔

تو ثابت ہوا کہ "جو کہے بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" وہ یقینًا خاتمیت کے متواتر معنیٰ کو جو خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائے اور مسلمانوں میں ضروریات دین سے آئے، باطل کرتا اور اللہ و رسول کی مراد کو صاف بدلتا، رد کرتا ہے اور کھلا کافر مرتد ہے۔ نصِ قطعی کی جو مراد ضروریات دین سے ہو اس کا منکر ہونا اور اس کے خلاف جی سے گڑھنا ہی اس کے کافر ہونے کو بس ہے۔ اگرچہ اس کے مفاد کو کسی دوسری دلیل سے ثابت بھی مانے کہ ایک ضروری دینی کا وہ انکار کر چکا۔ آیت میں ختم زمانی باطل کر کے ختم زمانی کا قائل بننا اور اس کے منکر کو کافر کہنا ہی اس کا شیطانی مکر اور خود اپنے کفر پر فتویٰ ہو گا کہ ختم زمانی کا منکر تو انکار آیت ہی سے کافر ہوا تھا۔ جب آیت کے یہ معنیٰ ہی نہیں تو منکر کیوں کافر بنے گا۔ تاویل ملعون کہ آیت میں گڑھی احادیث میں کیا نہ ہو سکے گی۔ مسلمان جو ختم نبوت پر ایمان لائے ہیں انھیں آیت و احادیث کی بنا پر اور ان کے معنیٰ ختم زمانی سمجھ کر، جب ان کی یہ سمجھ باطل کر چکا تو ان کا دامن کس منہ سے پکڑے گا۔ بداہۃً ظاہر ہوا کہ ایسا شخص قطعًا کافر ہے اور ختم زمانی کا اقرار اس کا

محض مکر ابلیسی اور اس کے منکر کو کافر کہنا اس کا خود اقراری کفر ہے اور جو اس کی ان تسویلات (تاویل، حیلہ، مکر وفریب) سے اسے مسلمان بنانا چاہتے ہیں (وہ) خود کافر ہیں۔ ائمہ دین فرماتے ہیں:

من شك فی عذابه وکفر ه فقد کفر.[1]

---

(۱)-**ایک ضروری وضاحت:**

ائمہ کرام، فقہائے عظام اور علمائے ذوی الاحترام کی کتابوں میں ایمان وکفر سے متعلق ابحاث میں بالعموم یہ جملہ " من شك فی عذابه وکفر ه فقد کفر " دیکھنے اور پڑھنے کو ملتا ہے۔ اس جملہ کو لے کر بہت سے صلح کل افراد ائمہ وفقہا پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مولوی لوگ صرف کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور تکفیر مسلمین میں عجلت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان مولویوں کی باتوں میں نہیں آنا چاہیے اور بلا وجہ مسلمانوں کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مخالفینِ اہل سنت نے اس جملہ کو لے کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کی شخصیت کو کچھ زیادہ ہی مجروح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے اس جملے کی حقیقت پر غور کرنا ضروری ہے۔ راقم الحروف (محمد طفیل احمد مصباحی) اپنی ناقص معلومات کی حد تک عرض کرتا ہے کہ اس جملے میں "کفره" کی ضمیر کا مرجع "ضروریات دین کا منکر" ہے۔ اب اس جملے کا ترجمہ یا مطلب یہ ہوگا کہ "جو شخص ضروریات دین کے منکر کے عذاب اور کفر میں شک کرے، وہ کافر ہے"۔

ائمہ کرام وفقہائے عظام نے یہ فتویٰ اس لیے صادر فرمایا ہے کہ "مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا یہ بھی ضروریات دین میں سے ہے" قرآن کریم نے بہت سارے مقامات پر کافر کو کافر ہی کہا ہے۔ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے۔ اس لیے فقہائے کرام وائمہ اسلام نے یہ فتویٰ صادر فرمایا:

"من شك فی عذابه و کفره فقد کفر"

کہ جو ضروریاتِ دین کے منکر کے عذاب وکفر میں شک کرے، وہ کافر ہے۔

ضروریاتِ دین کے منکر کے بارے میں حضرت امام قاضی عیاض اندلسی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

بھی یہی فتویٰ صادر فرمایا تھا۔ چناں چہ آپ اپنی مایۂ تصنیف ''کتاب الشفا'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''الإجماع علیٰ کفر من لم یکفر أحدا من النصاریٰ و الیهود و کل من فارق دین المسلمین أو وقف فی تکفیر هم أو شك.''

(کتاب الشفا ، ۲/ ۲۸۱ برکات رضا، پوربندر ، گجرات)

ترجمہ: جو شخص یہود و نصاریٰ اور دین اسلام سے جدا ہونے والوں کو کافر نہ کہے یا اس کے کفر میں توقف یا شک کرے وہ خود کافر ہے۔ اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے۔

اسی ''کتاب الشفا'' میں ہے:

''(الإجماع علیٰ)کفر من لم یکفر من دان بغیر ملة الاسلام أو وقف فیهم أو شك أو صحح مذهبهم و إن أظهر الاسلام.''

(کتاب الشفا، ۲/ ۲۸۵ برکات رضا پور بندر)

ترجمہ: وہ شخص کافر ہے جو غیر ملت اسلام کا عقیدہ رکھنے والوں کا کافر نہ کہے، یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح بتائے۔ اگر چہ وہ شخص اپنے اسلام کا اظہار کرے۔

حضور سید عالم ﷺ کا خاتم النبیین (آخری نبی) ہونا چوں کہ قرآن سے ثابت ہے اور قرآن پر ایمان و اعتقاد ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اور ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے۔

اس لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے ختم نبوت کے منکر کے حق میں یہ فیصلہ صادر فرمایا:

''من شك فی عذابه و کفره فقد کفر.''

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ(۲۷)- کراماتِ اولیا حق ہیں[۱] اور انہیں میں سے ہے ان کا کشف اور اس کے ذریعہ سے انہیں علوم غیب عطا ہونا جو بامداد نبی کریم ﷺ ہوتا ہے (یہ حق ہے) (تو) جو مطلقاً کہے "شرک سب عبادت کا نور کھودیتا ہے۔ کشف کا دعوی کرنے والے" اس میں داخل ہیں" وہ خبیث، گمراہ، معتزلی ہے۔

---

(۱)-کراماتِ اولیا کا ثبوت:

شرح عقیدۂ واسطیہ میں ہے:"ومن أصول أهل السنة والجماعة :التصديق بكرامات الله... فالكرامة ثابتة بالقرآن و السنة والواقع سابقا ولا حقا."

(شرح عقيدۂ واسطيه ، ص:٦١٧، المكتبة التوفيقيه ،مصر)

ترجمہ: اہل سنت کے اصول وقواعد میں سے ایک کرامات اولیا کی تصدیق بھی ہے۔ کرامات اولیا حق ہیں اور قرآن وحدیث سے ثابت ہیں اور بہت ساری کرامات واقع ہو چکی ہیں۔

امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی فرماتے ہیں:

"إعلم أن مذهب أهل الحق إثبات كرامات الأولياء وأنها واقعة موجودة مستمرة في الأعصار."(بستان العارفين ،ص:٥٩، ابناء مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی)

ترجمہ: کرامتِ اولیا حق وثابت ہیں اور ہر دور میں کرامات کا ظہور وصدور ہوا ہے۔ یہی اہل حق کا مذہب ہے۔

عقیدہ(۲۸)- رسول اللہ ﷺ کو لاکھوں فضائل و کمالات عالیہ ایسے عطا ہوئے کہ کسی نبی و رسول کو نہ ملے۔ تو یوں کہنے والا کہ **"جو خوبیاں و کمالات اللہ نے ان کو بخشے ہیں وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں"** جھوٹا، کذاب، خبیث ہے اور رسول اللہ ﷺ کے خصائصِ عالیہ و افضلیت علی الرسل کا منکر اور گم راہ، بددین، خائب، خاسر ہے۔

عقیدہ(۲۹)- رسول اللہ ﷺ کی شفاعت حق ہے اور وہ اہل کبائر کے لیے ہے اگرچہ عمر بھر ان کے عادی رہے ہوں۔[1]

---

(۱)-**نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا ثبوت:**

حدیث پاک میں ہے:

"شفاعتی لأهل الكبائر من امتی."

(ترمذی شریف، ۲/ ۶۶ کتب خانہ رشیدیہ دھلی / مشکوٰۃ ۲/ ۳۲۸، دار الکتب العلمیة، بیروت)

ترجمہ: میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے ہے۔

شرح عقائد میں ہے:

"والشفاعة حق." (شرح عقائد نسفی، مجلس برکات، مبارکپور)

ترجمہ: شفاعت حق ہے۔

تفسیر ابن عباس میں ہے:

"عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا. أن يقيمك مقاما محمودا مقام الشفاعة."

(تفسير ابن عباس، ص:۳۰٤، دار الكتب العلميه، بيروت)

ترجمہ: آیتِ کریمہ عسىٰ ان يبعثك.. میں "مقام محمود" سے "مقام شفاعت" مراد ہے۔

تفسیر طبری میں ہے:

"فقال أكثر أهل العلم: ذالك هو المقام الذى يقوم ﷺ يوم القيامة للشفاعة للناس."

(تفسير طبرى ۱۵/ ۱٤۳، ۱٤٤، مكتبه ابن تيميه، مصر)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا قول ہے کہ آیت کریمہ میں "مقام محمود" سے "مقام شفاعت" مراد ہے۔ آپ ﷺ قیامت کے دن اس مقام پر متمکّن ہو کر لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں:

"عن أبی هریرة رضی الله تعالٰی عنه أن رسول الله ﷺ قال: المقام المحمود،الشفاعة." (تفسیر درِمنثور، ٥/ ٣٢٤)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مقام محمود، مقام شفاعت ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

"اعطیت الشفاعة."

(بخاری،کتاب التیمم، حدیث: ٣٣٥، ص:٨٢، دار الکتاب العربی ،بیروت)

ترجمہ: مجھے شفاعت کا تاج پہنایا گیا۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنی)

☆☆☆☆☆

عقیدہ(۳۰)-شفاعت کے لیے تائب و نادم ہو کر مرنا بھی اہل سنت کے نزدیک شرط نہیں۔ حدیث میں فرمایا: ندامت توبہ ہے اور فرمایا توبہ کرنے والا گنہگار بے گناہ کے مثل ہے۔ تو جو شخص شفاعت کی صرف یہ صورت گڑھے کہ "**چور پر چوری تو ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں قصور پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے ایسے کی شفاعت ہوسکتی ہے**" وہ حقیقۃً شفاعت کا منکر اور معتزلی، بددین، گمراہ ہے۔[1]

---

(۱)-امام ابوالحسن اشعری قدس سرہ لکھتے ہیں:

"وقال أهل السنةوالاستقامة بشفاعة رسول الله ﷺ لأهل الكبائر من اُمتی."

(مقالات الاسلامین ۲/ ۳۵۵، مکتبه عصریة، بیروت)

ترجمہ: جناب رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے اہل کبائر کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے جو یہ لکھا ہے کہ " جو شخص شفاعت کی صرف یہ صورت گڑھے کہ چور پر چوری تو ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں.....

تو شفاعت کی یہ صورت گڑھنے والا مولوی اسمٰعیل دہلوی ہے۔

دیکھیے "تقویۃ الایمان، ص:۷۰، جامعہ سلفیہ، بنارس۔"

نوٹ: عقیدہ(۲۹) میں کراماتِ اولیا و کشفِ اولیا کے ضمن میں جو یہ قول بیان ہوا کہ "شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور کشف کا دعویٰ کر لینے والے اس میں داخل ہیں" تو اس قول کے قائل بھی اسمٰعیل دہلوی ہیں۔ وہ "تقویۃ الایمان" میں لکھتے ہیں:

"شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور نجومی اور رمال اور جفار دیکھنے والے، نامہ نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعویٰ کرنے والے اس میں (شرک میں) داخل ہیں"۔

(تقویة الایمان ، ص:۱۱۱، جامعه سلفیه، بنارس)

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

عقیدہ(۳۱)-اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ و دیگر انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو بہت علومِ غیب عطا فرمائے، علوم غیب ملنے میں انبیائے کرام ہی اصل ہیں۔ اوروں کو ان کے واسطے سے ملتے ہیں۔ تو جو کہے " **ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں بے خبر ہیں اور نادان**" اور نادان وہ ناپاک گمراہ ہے اور گستاخ بدزبان۔ [۱]

---

(۱)- اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے " علم " کی شانِ ارفع بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

"ولا يحيطون بشئ من علمه الا بما شاء."

(قرآن مجید، سورة البقرة، آیت:۲۵۵، پ:۳)

ترجمہ: اور وہ اس کے (اللہ تعالیٰ کے) علم کا احاطہ نہیں کرسکتے، مگر جتنا چاہے۔

اس آیت کے تحت "تفسیر خازن" میں یہ توضیح کی گئی ہے:

"**الا بما شاء** يعنى أن يطلعهم عليه **وهم الأنبياء والرسل ليكون ما يطلعهم** عليه من علم غيبه دليلا بنبوتهم كما قال تعالىٰ: فلا يظهر علىٰ غيبه احدا الا من ارتضىٰ من رسول."

(تفسير خازن ۱/ ۱۹٦،دار الكتب العلميه ،بيروت)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب سے انبیا و مرسلین کو مطلع فرماتا ہے تاکہ یہ علم غیب ان کی نبوت کے لیے دلیل ٹھہرے۔ جیسا کہ (دوسرے مقام پر قرآن کریم میں) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے قول کی حکایت یوں بیان کی گئی ہے:

"وانبئكم بما تاكلون وما تدخرون."

(قرآن مجید، سورة آل عمران، آیت :٤٩، پ:۳)

ترجمہ: اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جمع کرتے ہو۔

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"الطعام والشئ يدخرونه فى بيوتهم،غيبا علمه الله إياه."

(تفسیر طبری ۳/ ۲۷۸، دار الکتب العربی، بیروت)

ترجمہ: یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو اس طعام اور سامان کی خبر دیتے جو وہ اپنے گھروں میں کھاتے اور جمع کرتے تھے اور یہ خبر دینا "علم غیب" کے طور پر تھا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگاہ فرمایا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا:

" وکذالك نری ابراهيم ملكوت السماوات والارض."

(قرآن مجید، سورۃ الأنعام ، آیت:۷۵، پ:۷)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم کو زمین و آسمان کی بادشاہی۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد اور سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے آسمانی عجائب منکشف فرما دیے، یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام نے عرش و کرسی اور جنت میں اپنا مکان دیکھ لیا۔

(تفسیرِ خازن، ۲/ ۲۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضور سید الانبیا والمرسلین کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

"وعلمك مالم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيما."

(قرآن مجید، سورۃ النساء، آیت: ۱۱۳، پ:۵)

ترجمہ: اور اللہ نے بتادیا جو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

"تفسیر خازن" میں اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے:

"يعني من أحكام الشرع و أمور الدين ،و قيل: علمك من علم الغيب ما لم تكن تعلم."

(تفیسرِ خازن، ۱/ ٤۲۹، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے شریعت کے جملہ احکام اور تمام دینی امور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتلا دیے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو علم غیب حضور نہیں جانتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس غیب کا علم حضور کو

دے دیا۔

مندرجہ بالا عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو علوم غیب عطا فرمائے ہیں۔

اسی لیے پیشوائے اہل سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ و دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو بہت علوم غیب عطا فرمائے۔"

شاہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"جمیع علوم ارضی و سماوی و کمالات علمی و عملی بوساطتِ حضرات انبیاء (علیہم السلام) بہ خلق رسیدہ است۔"

(تکمیل الایمان فارسی، ص:۳۸، مطبع مجیدی ، کان پور)

ترجمہ: زمین و آسمان کے جملہ علوم اور ہر طرح کے علمی و عملی محاسن و کمالات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ کے توسط سے مخلوق تک پہنچتے ہیں۔ جب زمین و آسمان کے جملہ علوم اور ہر طرح کے علمی و عملی کمالات و محاسن انبیائے کرام کے توسط سے مخلوق کو مل سکتے ہیں تو خود انبیا و مرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم کو یہ چیزیں کیوں نہیں مل سکتیں؟ یقیناً مل سکتی ہیں اور مل بھی رہی ہیں۔

(از طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ (۳۲) -جو شخص اس بنا پر کہ جمیع غیوبِ معلوماتِ الٰہیہ کو علمِ خلق محیط نہیں، علم غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ نہ مانے اور اس امر میں نبی و غیر نبی میں فرق نہ جانے اور کہے کہ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے۔ (وہ) گمراہ، بددین ہے، منکر قرآن عظیم ہے۔

عقیدہ (۳۳) - جو کہے کہ ''اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور یعنی رسول اللہ ﷺ کی کیا تخصیص ؟ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔'' وہ محمد رسول اللہ ﷺ کو یقیناً صریح گالی دیتا اور حضور کی توہین کرتا (ہے) اور (وہ) قطعاً کافر مرتد ہے اور دنیا و آخرت میں اللہ واحد قہار کی لعنتوں کا مستحق ہے۔

عقیدہ (۳۴) -اہل سنت کے نزدیک اللہ عزوجل فعال لما یرید ہے۔ جو چاہے کرے اس پر کسی طرح اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اپنے نہ کسی فعل میں کسی سبب کی اسے حاجت، ہزاروں کو بے شفاعت محض اپنی رحمت سے بخشے گا۔ تو جو شخص شفاعت کی یہ علّت گڑھے کہ **''بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئینِ بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب در گزر نہیں کرتا (کہ) کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے، سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پاکر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے اس کے معنیٰ یہی ہیں''** وہ جھوٹا کذاب ہے اللہ و رسول پر افترا کرتا ہے۔ اللہ عزوجل کو اپنی مراد پوری کرنے میں سبب کا پابند ٹھہراتا ہے۔ حیلہ گر ظاہری جھوٹا نام کر کے کام نکالنے والا بتاتا ہے۔ غرض وہ گمراہ، بددین، معتزلی ہے۔

عقیدہ(۳۵)-اللہ عزوجل نے آئین یہ باندھا ہے کہ "یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء واللہ علی کل شیئٍ قدیر" جسے چاہے بخشے گا اور جسے چاہے عذاب کرے گا، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو بے سبب محض اگر گنہ گار کو بخش دے (تو) اس کے آئین پاک کے اصلاً خلاف نہیں، جس کی قدر اُسے گھٹنے کا اندیشہ ہو۔ تو جو علت شفاعت میں کہے کہ آئین کا خیال کر کے بے سبب در گزر نہیں کرتا کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے وہ خبیث، معتزلی اور اِلٰہی آئین پر مفتری ہے۔[1]

---

(۱)- مولوی اسماعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان" میں "شفاعت" کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

(۱)شفاعت بالوجاہت (۲)شفاعت بالمحبت (۳) شفاعت بالاذن۔

اسماعیل دہلوی نے شفاعت کی پہلی دونوں قسم یعنی شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت کا انکار کیا ہے۔ اور آخری قسم شفاعت بالاذن کو انبیائے کرام و اولیائے عظام کے حق میں تسلیم کیا ہے۔ **شفاعت بالوجاہت** اور **شفاعت بالمحبت** سے انکار کا راست مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا کوئی بندہ محبوب اور وجیہ نہیں کہ وہ اس کی شفاعت قبول کر سکے۔ حالاں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مقدس میں صاف اعلان کیا:

"وکان عند اللہ وجیها."(قرآن مجید، سورۃ الأحزاب، پ:۲۲، آیت:۶۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا:

"وجیها فی الدینا والآخرة و من المقربین."

(قرآن مجید، سورہ آل عمران، پ:۳، آیت،:۴۵)

ہمارے نبی جناب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ ارفع کا یہ عالم ہے کہ آپ کو "مجتبیٰ و مصطفیٰ رسول" بنا کر بھیجا گیا، تو بھلا آپ کی شفاعت قبول کیوں نہیں ہوگی؟ شفاعت کے جائز اور حق ہونے پر ص:... پر روشنی ڈالی گئی ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

آدمی کی دو قسم ہے: (ا) مومن (۲) کافر۔ پھر مومن کی دو قسم ہے۔ ایک فرماں بردار، دوسرا نافرمان پھر عاصی یعنی نافرمان کی دو قسم ہے:

(ا) تائب- جس نے دینا میں اپنی گناہوں سے توبہ کر لیا ہو۔

(۲) غیر تائب (جس نے توبہ نہ کی ہو)

کافر بالاتفاق ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ فرماں بردار مومن اور نافرمان مومن جس نے توبہ کر لی ہے وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے، اس پر اہل سنت کا اتفاق ہے۔ اور جہاں تک نافرمان اور غیر تائب (توبہ نہ کرنے والا) کی بات ہے تو یہ امر "مشیت الٰہی" پر موقوف ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو گناہ کے مطابق اسے جہنم میں سزا دے اور اس کے بعد جہنم سے جنت میں بھیج دے اور اگر چاہے تو عذاب دیے بغیر شفاعت سے یا بلا شفاعت جنت میں پہنچا دے۔

(تکمیل الایمان، فارسی، ص:۳۷.۳٦، مطبع مجیدی، کان پور)

غرض کہ خدائے قادر و قہار کی مشیت پر کسی کو روک ٹوک کا حق نہیں، وہ جو چاہے کرے۔ گنہگاروں کو جنت دے تو یہ اس کا فضل ہے اور جہنم میں بھیجے تو یہ اس کا عدل ہے۔

اب مولوی اسمٰعیل دہلوی کی علتِ شفاعت یہ گڑھنا کہ "آئین کا خیال کر کے بے سبب در گزر نہیں کرتا، کہیں لوگوں کے دلوں میں آئین کی قدر گھٹ نہ جائے" سراسر غلط ہے۔ وہ حاکمِ مطلق ہے، جو چاہے کرے۔

اسمٰعیل دہلوی کی اصل عبارت ملاحظہ کریں: تقویۃ الایمان، ص:۷۰، جامعہ سلفیہ بنارس۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ(۳۶) - شفاعت کے لیے ہمارے حضور پر نور سید یوم النشور (قیامت کے دن کا سردار) علیہ افضل صلوات اللہ و اکمل تسلیمات اللہ باذن اللہ تعالیٰ متعیّن ہیں۔ وہی **فتحِ بابِ شفاعت فرمائیں گے۔ ان سے پہلے کسی کو مجال شفاعت نہ ہوگی۔** اعطیت الشفاعۃ انہیں شفاعت عطا ہو چکی۔ انا صاحب شفاعتھم ولا فخر.

اوروں کی شفاعت کے بھی وہی مالک ہیں ﷺ۔ تو جو کہے **"جس کو چاہے گا شفیع بنا دے گا اس کے اختیار پر چھوڑ دے چاہے ہمارا شفیع کر دے"** وہ رسول اللہ ﷺ کے فضل خاص متیقن کو ایک مشکوک و مشترک بات بنانا چاہتا ہے۔ ہاں! معاذ اللہ اس کی ساختہ جھوٹی شفاعت واقع ہوتی تو ضرور اس کا یہ کہنا بھی ٹھیک ہوتا کہ اس کے نزدیک تو اللہ فقط اپنے آئین کا بھرم بنا رکھنے کے لیے حیلہ ڈھونڈے گا کہ ظاہر میں کسی کا نام کر کے اپنے آئین کو آنچ سے بچائے۔ اس کے لیے کسی کی کیا خصوصیت، جسے چاہا دھوکے کی ٹٹی بنا لیا۔

عقیدہ(۳۷)-اہل سنت کے نزدیک کفر کے سوا سب گناہ مشیّت الٰہی پر ہیں۔ معاف کرے تو اس کا فضل، سزا دے تو اس کا عدل، شرک اصغر بھی انہیں میں داخل ہے۔ تو جو کہے کہ **"شرک بخشا نہ جائے گا اس کی سزا مقرر ملے گی پھر پرلے درجے کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور ورے درجے کے شرک میں ان کی سزا ضرور پائے گا اور باقی گناہ اللہ کی مرضی پر ہیں"**۔ وہ گم راہ، بددین، معتزلی، وعیدیہ ہے۔[1]

---

(۱)-اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مقدس میں اس کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ووعید" بدل نہیں سکتی۔ جو شخص خبرِ الٰہی یا اس کے وعید کا انکار کرے وہ، کافر ہے۔

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ)

بحر الرائق اور فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"و يكفر إذا......أنكر وعده أو وعيده."

(بحرالرائق، ۵/ ۲۰۲، دار الكتب العلميه ، بيروت/ فتاویٰ عالم گیری ۲/ ۲۵۸)

شفاعت سے متعلق قرآن میں "وعدۂ الٰہی" یہ ہے:

"عسىٰ ان يبعثك ربك مقاما محمودا "

ترجمہ: عن قریب تمھارا رب تمہیں "مقام محمود" سے سرفراز کرے گا۔ اور "مقام محمود" باتفاق مفسرین مقامِ شفاعت ہے۔ جیسا کہ گزشتہ صفحات میں گزرا۔

"أعطيت الشفاعة "

یہ حدیث بخاری شریف ،کتاب التیمم، حدیث:۳۳۵، ص:۸۲، دار الکتاب العربی، بیروت میں ہے۔

ایک حدیث اس طرح ہے:

"خيرت بين الشفاعة و بين أن يدخل نصف أمتي الجنة فاخترت الشفاعة."

(صحيح ابن حبان، ۱/ ٤٤٢، موسسته الرساله ، بيروت)

ترجمہ: مجھے اختیار دیا گیا کہ میں شفاعت کو لوں یا پھر میری آدھی امت جنت میں داخل ہو، تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔

بخاری و مسلم کی حدیث ہے:

"لكل نبی دعوة يدعو بها و اختبات دعوتی شفاعة لامتی يوم القيامة."

(مسلم شريف ،كتاب الايمان، / بخاری شريف، كتاب الدعوات)

ترجمہ: ہر نبی کے لیے ایک مقبول دعا ہے جسے وہ کرتا ہے، میں نے اپنی دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے بچا رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان اللہ لا یغفر ان یشرك به و یغفر ما دون ذٰلك لمن یشاء ."

(قرآن مجید، سورۃ النساء پارہ :۵، آیت :۴۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرتا، اس کے علاوہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔

"المعتقد المنتقد" میں ہے:

"کون جمیع المعاصی قابلة للعفو غیر الکفر."

(المعتقد المنتقد ، ص:۸۷، رضا اکیڈمی ، ممبئی)

ترجمہ: کفر و شرک کے علاوہ تمام گناہ قابل عفو ہیں۔

اگر گناہِ کبیرہ کا مرتکب بندہ توبہ کیے بغیر بھی مر جائے تو وہ قابل عفو ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمتِ کاملہ یا اپنے محبوب ﷺ کی شفاعت سے اسے بخش دے گا۔

اسی "المعتقد" میں علامہ فضل رسول قادری بدایونی لکھتے ہیں:

"مذهب أهل السنة أن مرتکب الکبیرة اِن مات بلا توبة قابل للعفو."

(المعتقد المنتقد ، ص:۸۶، رضا اکیڈمی ، ممبئی)

ترجمہ: اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب اگر بلا توبہ مر جائے تو بھی مغفرت کے قابل اور عفو کے لائق ہے۔

(از: طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

☆☆☆☆☆

عقیدہ(۳۸)-کسی گناہ سے سزا اللہ عزوجل کو ضرور نہیں۔ نہ اس کی سزا نہ دینے سے معاذ اللہ بے غیرت ٹھہرے۔ کفر کی سزا ضرور دے گا کہ اس کی وعید بدل نہیں سکتی اور اگر وعید نہ فرماتا اور تمام کافروں کے کفر بھی یکسر معاف فرمادیتا تو ہرگز نہ اس کی بادشاہی میں قصور تھا نہ اس کی غیوری پر دھبّا۔ تو جو پرلے اور ورے درجے ہر شرک کی سزا ضرور ملنے کو یوں سمجھائے کہ " **جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دے اس کی بادشاہت میں قصور ہے چنانچہ عقل مند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیرت کہتے ہیں۔ سو اس مالک الملک شہنشاہِ غیور سے ڈرا چاہیئے کہ پرلے سرے کا زور رکھتا ہے اور ویسی غیرت، وہ مشرکوں سے کیوں کر غفلت کرے گا اور کس طرح ان کو ان کی سزا دے گا**" وہ اللہ عزوجل کی جناب میں سخت گستاخ، بے ادب اور معتزلہ کا فضلہ خوار، مستحق ہزاراں غضب ہے۔

عقیدہ(۳۹): جب دجّال نکل چکے گا، سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نزول فرمالیں گے، اسلام کا دور دورہ ہولے گا، مدتوں بعد بالکل قریب قیامت وہ آئے گا کہ اب تمام روئے زمین پر نرے کافر رہ جائیں۔ اس وقت اللہ عزوجل ایک ٹھنڈی خوشبو ہوا بھیجے گا کہ دنیا بھر سے مسلمانوں کو اٹھالے گی، صرف کافر رہ جائیں گے۔ یہ اس وقت (یعنی قیامت کے قریب) کا واقعہ ہے۔ جو شخص مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیے اس حدیث کو اپنے زمانۂ موجودہ پر جمائے اور کہے "**سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔**" وہ تمام اُمتِ مرحومہ کو کافر بناتا ہے۔ اس پر کفریوں لازم ہے اور خود وہ اور اس کے پیرو سارے کے سارے اس کے اپنے اقرار سے کافر مرتد کہ آخر یہ بھی دنیا کے پردے سے الگ نہیں بستے۔ جب اس کے نزدیک اب تمام دنیا میں نرے کافر رہ گئے، مسلمان کا نام نشاں نہیں تو یہ خود بھی اپنے ہی منہ سے یقیناً کافر اور اس کے تمام پیرو بھی۔ [1]

(۱)-اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے یہاں "تقویۃ الایمان" کی عبارت کا

نفسِ مفہوم بیان فرمایا ہے۔ اس لیے دونوں عبارتوں میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے۔

تقویۃ الایمان کی اصل پوری عبارت اس طرح ہے۔

"اس آیت (ان الله لا يغفران يشرك به) سے معلوم ہوا کہ شرک نہ بخشا جاوے گا، جو اس کی سزا ہے مقرر ملے گی۔ پھر اگر پرلے درجہ کا شرک ہے کہ آدمی جس سے کافر ہو جاتا ہے، تو اس کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ نہ اس سے کبھی باہر نکلے گا، نہ اس میں کبھی آرام پاوے گا اور جو اس سے ورے درجے کے شرک ہیں، ان کی سزا جو اللہ کے ہاں مقرر ہے، سو پاوے گا اور باقی جو گناہ ہیں، ان کی جو کچھ سزائیں اللہ کے ہاں مقرر ہیں، سو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دیوے چاہے معاف کرے۔"

(تقوية الايمان ، ص : ٢٩ اداره بحوثِ اسلاميه ،جامعه سلفيه، بنارس)

اللہ تعالیٰ قربِ قیامت ایک ٹھنڈی خوشبودار ہوا بھیجے گا.... اس حدیث کو امام مسلم علیہ الرحمۃ نے نقل کیا ہے۔ دیکھیے مسلم شریف، کتاب الفتن، حدیث: ۴۴۹۹۰، دار الکتاب العربی، بیروت۔

(از: محمد طفیل احمد مصباحی عفی عنہ)

مصادر و مراجع

	اسمائے کتب	مصنفین	مطبع/ناشر
۱	قرآن مجید		
۲	بخاری شریف	امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	دار الکتاب العربی، بیروت
۳	مسلم شریف	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	// //
۴	سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث	دار احیاء التراث العربی، لبنان
۵	المستدرک للحاکم	امام ابو عبداللہ محمد حاکم نیشاپوری	دار المعرفۃ، لبنان
۶	جامع الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۷	مشکوٰۃ شریف	امام محمد بن عبداللہ تبریزی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۸	جامع الاصول	امام مجد الدین مبارک بن محمد اثیر جزری	// //
۹	منہاج السنۃ	شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ	// //
۱۰	جامع الصغیر	امام جلال الدین سیوطی	// //
۱۱	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	// //
۱۲	صحیح ابن حبان		موسسۃ الرسالۃ، بیروت
۱۳	کتاب الاربعین	امام محمد بن محمد علی ہمذانی	دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت
۱۴	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	ملا علی بن سلطان قاری	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۵	عمدۃ القاری شرح بخاری	علامہ بدر الدین محمود عینی	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۶	تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ بن عباس	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۱۷	تفسیر طبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری	دار الکتب العربی، بیروت
۱۸	تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر	موسسۃ الریان، بیروت
۱۹	تفسیر خازن	امام علاء الدین علی بن محمد بغدادی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۰	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	// //

۲۱	تفسیر در منثور	امام جلال الدین سیوطی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۲	تفسیر بیضاوی	حضرت امام بیضاوی	// //
۲۳	تفسیر ابی سعود	شیخ ابو سعود محمد بن مصطفیٰ عمادی	دار الکتاب العربی، بیروت
۲۴	کتاب الخراج	حضرت امام ابو یوسف	دار ابن حزم، بیروت
۲۵	فتاویٰ عالم گیری	ملا نظام الدین ودیگر علماے ہند	زکریا بک ڈپو، دیو بند
۲۶	بحر الرائق	علامہ زین الدین بن نجیم مصری	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۷	در مختار	محمد بن علی بن محمد علاء الدین حصکفی	// //
۲۸	فتاویٰ قاضی شوکانی	قاضی محمد شوکانی	دار الجیل الجدید، بیروت
۲۹	شرح عقائد نسفی	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی	مجلس برکات، مبارک پور
۳۰	شرح مواقف	قاضی عضد الدین عبد الرحمٰن ایجی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۱	شرح عقیدۂ طحاویہ	امام قاضی علی بن علی دمشقی	// //
۳۲	المطالب العالیہ	حضرت امام فخر الدین رازی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۳	الاسنیٰ شرح اسماء الحسنیٰ	امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد قرطبی	المکتبۃ العصریہ، بیروت
۳۴	شرح فقہ اکبر	ملا علی بن سلطان محمد قاری حنفی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۵	الیواقیت والجواہر	امام عبد الوہاب شعرانی	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۶	الجام العوام عن علم الکلام	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی	مکتبۃ الحقیقۃ، ترکی
۳۷	تکمیل الایمان فارسی	شاہ عبد الحق محدث دہلوی	مطبع مجیدی، کان پور
۳۸	تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	مکتبۃ الحقیقۃ، ترکی
۳۹	کتاب الشفا	شیخ امام قاضی عیاض اندلسی مالکی	برکاتِ رضا، پور بندر، گجرات
۴۰	مقالات الاسلامیین	حضرت امام ابو الحسن اشعری	مکتبہ عصریہ، بیروت
۴۱	الدر الثمین	شیخ سالم بن صالح حضرمی شافعی	مکتبہ اہلِ سنت وجماعت، حیدر آباد
۴۲	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام امام محمد غزالی	دار الکتاب العربی، بیروت
۴۳	المواہب اللدنیہ	شیخ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی	برکاتِ رضا پور بندر، گجرات
۴۴	کشف الغمہ	حضرت امام عبد الوہاب شعرانی	دار الکتاب العربی، بیروت

۴۵	الحدیقۃ الندیہ	علامہ عبد الغنی نابلسی	مکتبۃ الحقیقۃ، ترکی
۴۶	جواہر البحار	امام عبد الکریم جیلی شافعی	برکات رضا، پوربندر، گجرات
۴۷	الجوہر المنظم	علامہ بن حجر مکی شافعی	ادارہ اشاعت القرآن والسنۃ، پاکستان
۴۸	لواقح الانوار	حضرت امام عبد الوہاب شعرانی	مصطفیٰ البابی، مصر
۴۹	شفاء السقام	امام تقی الدین ابوالحسن علی سبکی	مکتبۃ الحقیقۃ، ترکی
۵۰	اخطاء ابن تیمیہ	سید محمود صبیح مصری	برکات رضا، پوربندر، گجرات
۵۱	شرح عقیدۂ واسطیہ		المکتبۃ التوفیقیہ، مصر
۵۲	بستان العارفین	امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی	ابناء مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی
۵۳	المعتقد المنتقد	علامہ فضل رسول بدایونی	رضا اکیڈمی، ممبئی
۵۴	انباء الاذکیا	امام جلال الدین سیوطی	برکاتِ رضا پوربندر
۵۵	الفرقان بین اولیاء الرحمٰن	شیخ تقی الدین بن تیمیہ	مکتبہ عصریہ، بیروت
۵۶	تقویۃ الایمان	مولوی اسماعیل دہلوی	ادارہ بحوثِ اسلامیہ، جامعہ سلفیہ، بنارس
۵۷	تحذیر الناس	مولوی قاسم نانوتوی	
۵۸	ایضاح الحق	مولوی اسماعیل دہلوی	قدیمی کتب خانہ دہلی
۵۹	براہینِ قاطعہ	مولوی خلیل احمد انبیٹھوی	کتب خانہ امدادیہ، دیوبند
۶۰	رسالہ یک روزی	مولوی اسماعیل دہلوی	فاروقی کتب خانہ، ملتان
۶۱	صراطِ مستقیم	مولوی اسماعیل دہلوی	مکتبہ سلفیہ، لاہور
۶۲	مسئلہ تکفیر	مولوی اشرف علی تھانوی	نعیمیہ بک ڈپو، دیوبند